جلسہ سالانہ نمبر

Regd. No. P. 67 —— Phone No. 35

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ادارہ تحریر
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

زر اشتراک
سالانہ ۸ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے

جلد ۱۸ | ۱۹ شوال ۱۳۸۸ھ | ۹ صلح ۱۳۴۸ہش | ۹ جنوری ۱۹۶۹ء | شمارہ ۱ و ۲

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے　اِس تاریکی کے زمانہ کا نُور مَیں ہی ہوں

ارشادات
سیدنا حضرت مسیح موعود
علیہ السلام
بانی سلسلہ احمدیہ

"وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا، بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

"جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطاء فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کے رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطاء فرمائے ہیں۔ اس لئے اُن روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوعِ انسان کی ہمدردی کروں۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان جلسہ سالانہ نمبر
مورخہ ۲ و ۹ صلح ۱۳۴۸ ہش

اداریہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

فی زمانہ جب دُنیا خدا کو بھول گئی، سائنسی علوم و فنون کی ترویج و ترقی کے سبب فلسفۂ جدیدہ کے نام سے الحاد، بے دینی اور خدا بیزاری کا زبردست پروپیگنڈا کیا جانے لگا اور مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے اور روحانی باتوں سے برگشتہ کرنے کی ایک مہم جاری کی گئی۔ قادیان کی مبارک بستی سے خدا تعالےٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ کے تحت حسب وعدہ مسیح موعود و مہدیٔ معہود کو موعود اقوامِ عالم بنا کر مبعوث فرمایا۔ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام اسلام کی طرف سے ایک بطلِ جلیل کی طرح ان سب الحادی قوتوں کا روحانی مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہوگئے۔

بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور ان کی خیر خواہی جماعتِ احمدیہ کی بنیادی تعلیم ہے۔ دلنشین انداز میں تبلیغِ حق اور مؤثر طریق پر اشاعتِ دین کا کام جماعتِ احمدیہ کا طرّۂ امتیاز ہے۔ ہر احمدی دلی تمنا رکھتا ہے کہ سچی روحانیت کی جو نعمت اُسے میسر آئی ہے ایسا ہو کہ دُنیا کا کوئی شخص بھی اس سے محروم اور بے نصیب نہ رہے۔ ہر احمدی جہاں کہیں وہ رہائش رکھتا ہے اپنے ذرائع اور وسائل کو عمل میں لاتے ہوئے اسی نیک مقصد میں کوشاں رہتا ہے۔

مقررہ تاریخوں پر مرکزِ سلسلہ میں جماعت کے سالانہ جلسہ کے انعقاد سے بھی اصل مقصود یہی ہے کہ ایک طرف جماعت کے احباب اپنے مرکز میں اکٹھے ہوکر دینی باتیں سُنیں اجتماعی دُعاؤں اور عبادات میں چند دن گزاریں جس سے اُن کی روحانیت تیز ہو اور سارا سال دنیوی دھندوں میں لگے رہنے سے دل پر جو میل جم گئی ہوتی ہے توجہ الی اللہ اور مجالس ذکر میں شرکت کے ذریعہ رُوح کی صفائی کریں۔ چنانچہ یہ دوست جب اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو اپنی رُوح میں خاص جلا پاتے ہیں۔ اور ایک نیا ایمان لے کر جاتے ہیں۔

دوسری طرف جلسہ سالانہ سے جماعت کی یہ غرض بھی ہوتی ہے کہ ایسا موقع بہم پہنچایا جائے جب حق کی جستجو کرنے والوں کو جماعت کے خیالات سننے اور اُسے قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملے۔

سچی رُوحانیت یہی ہے کہ انسان کو اس کے خالق و مالک کی معرفت حاصل ہو جائے۔ اور اس کے ہاتھ میں وہ ضابطۂ حیات آجائے جس پر عمل پیرا ہوکر ہر انسان اس دُنیا میں آنے کا مقصد پاسکے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے:-

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ اور وہ نُور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔

انسان کو اس بات کی ضرورت ہے ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رُو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اس راہ سے ہلاک ہو رہا ہے۔ کہ اُن کو خدا کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔

کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے اُمور میں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہوسکتی سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے تا اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لا دے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳-۱۴)

ایسے غیبی واقعات اور غیبی خبریں جن کا علم مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا بیان اس جگہ ممکن نہیں۔ بالکل ابتدا میں جب آپؑ کا حلقۂ تعارف بہت ہی محدود تھا اور قادیان کو بھی کوئی خاص [illegible] نہ تھی اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

اب دیکھو یہ ایک مختصر سا فقرہ ہے۔ مگر بشارت دینے والے خدا کی قدرت، تائید اور اس کی محبت سے بھرا ہوا سمندر ہے۔ سوائے خدا کے کسی کی مجال نہیں کہ ایسی بات منہ پر لا سکے۔ چونکہ یہ خدائے قادر و توانا کی طرف سے اپنے محبوب بندے مسیح موعود کو یہ اہم بشارت دی گئی تھی، اس لئے اس کی خاص قدرت کے تحت ایسے سامان بھی مہیا ہو رہے ہیں کہ اس بشارت کی صداقت روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے۔

جس شخص کو جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے، وہ جانتا ہے کہ تمام اسلامی فرقوں میں سے جماعتِ احمدیہ ہی واحد جماعت ہے جو ساری دنیا میں تبلیغِ اسلام کے نتیجہ خیز کارنامے کے لئے مشہور ہے۔ خدا کے فضل سے اس کے مبلغین اپنے اعزّہ و اقرباء سے دُور اپنے عزیز وطنوں کو خیرباد کہہ کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے شب و روز مشغول ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی ان کی مساعی میں غیر معمولی برکت ڈال رہا ہے مادیت کی طرف جھکی ہوئی دُنیا ان باتوں کو سُنتی اور ان کا اثر قبول کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج دُنیا کے ہر متمدن ملک میں خدا کے فضل سے احمدیہ تبلیغی مشنز قائم ہیں اور ہزار ہزار نفوس اپنی گندی زیست سے توبہ کرکے پاکیزہ اور قابلِ رشک رُوحانی زندگی اختیار کر چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا دائرہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اور بلا خوفِ تردید آج کہا جاسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس جماعت کو مسلّمہ طور پر بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوچکی ہے۔

یہ سب باتیں اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو خدائے قادر و توانا کے ساتھ قریبی تعلق تھا۔ اور آپ ہی اس زمانہ کے روحانی مصلح ہیں اور اصلاحِ خلق آپ کے فرائض میں داخل ہے۔ اس لئے ہر شخص کا فرض اولین ہے کہ وہ اس آواز پر کان رکھے جو خدائی منشاء سے بلند ہوئی اور اپنی عملی زندگی میں وہ انقلاب لانے کی کوشش کرے جس کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ اس آواز میں ضرور برکت ڈالے گا اور سعید روحیں اس طرف متوجہ ہوں گی۔ اس وقت ہمارا کام یہی ہے جس کی طرف مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ ربوہ کے جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) میں تینوں روز مقررہ اوقات میں حضور کی تقاریر ہوئیں۔ اور حضور انور نے حسب پروگرام جماعتوں کو شرفِ ملاقات بخشا الحمد للہ علیٰ ذٰلک (مفصل آئندہ)

ربوہ کا جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال اور ہندوستانی قافلہ کے احباب بعد از شمولیت جلسہ آج رات بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

خطاب

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا تعلق زندہ خدا کے ساتھ مضبوط ہو!!

ہر مومن اور مومنہ کا مقام، خوف اور رجاء کے مقام کا جامع ہے

اسلام کے روحانی غلبہ کے سلسلہ میں مستورات کی اہم ذمہ داریوں اور ملنے والے انعامات کا تذکرہ!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اہم خطاب

ربوہ میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر مورخہ ۱۹ ر اخاء ۱۳۴۷ ہش کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پُر معارف خطاب فرمایا اور خواتین کے رسالہ "مصباح" ربوہ میں شائع ہوا احباب کے استفادہ کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○

(بنی اسرائیل آیت ۵۸)

اس کے بعد فرمایا۔

ایک مومن اور مومنہ کا مقام مجمع خوف و رجا ہوتا ہے۔ یعنی ایک ہی وقت میں ایک طرف تو مومن اور مومنہ کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں اور ترساں رہتا ہے۔ اُسے ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اپنی کسی غفلت یا کوتاہی یا گناہ یا سستی یا قربانی سے منہ موڑنے کے نتیجہ میں اس کا رب۔ اس کا خالق جو شان و شوکت والا اور ذوالجلال ہے۔ اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ اور دوسری طرف جب وہ اپنے رب کی رحمت کی وسعتوں پر نگاہ ڈالتا ہے تو وہ اپنی کمزوریوں کو بھول جاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنے رب کی رحمت کی چادر میں خود کو ڈھانک لے اور شیطان سے غائب ہو جائے تا شیطان اس پر حملہ کرنے کا خیال بھی نہ لاسکے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الاسراء میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بھی اس مقام سے بالا نہیں ہوتے کہ اپنے رب کی رحمت کی اُمید نہ رکھیں اور یہ سمجھیں کہ رب کی رحمت کے بغیر وہ دنیوی اور اُخروی اور روحانی ترقیات اپنے زور سے حاصل کرسکتے ہیں۔ اور نہ وہ اس مقام سے علیحدہ ہوتے اور ہٹے ہوئے ہوتے ہیں کہ اُن کے دل سے اُن کے ربّ کا خوف جاتا رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے انذار نے ہمیں جھنجھوڑ کر کہا ہے کہ اگر اس قسم کی باتیں کروگے تو اس کا قہر تم پر نازل ہوگا۔ یہی ایسی چیزیں ہیں جن سے خوف کیا جاسکتا ہے اور جن سے یہ لوگ خوف کرتے ہیں۔ غرض ایک مومن اور مومنہ کا مقام خوف اور رجا کا مقام ہے۔

خوف کے مقام یا خوف کے جذبہ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ اور مختلف فوائد اس کے بتائے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو انعامات ہمیں مل سکتے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس مقام کو چھوڑنے کے نتیجہ میں جس قسم کا عذاب ہم پر مسلط کیا جائے گا اس سے ہمیں ڈرایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ النازعات میں فرماتا ہے

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ○ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○

(آیات ۴۱ و ۴۲)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جس شخص کے دل میں اپنے ربّ کی شان اور جلال کے مقام کی وجہ سے حقیقی خوف پیدا ہو جائے اور اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ اُسے اپنے رب کو ناراض نہیں کرنا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے نفس کی گری ہوئی خواہشات کی پیروی چھوڑ دیگا۔ اور جب تک ایک نفسِ انسانی اپنی گری ہوئی خواہشات کی پیروی چھوڑتا نہیں جنت میں اُسے ٹھکانہ نہیں مل سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کرنے والا ہو۔

"خدا کی مرضی پہ اپنی مرضی کو قربان کرنا" ہے تو ایک چھوٹا سا فقرہ، لیکن اس میں وسعتیں بھی بہت ہیں۔ اور اس کا کرنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ جب تک انسان ہر وقت چوکس اور چوکنا نہ رہے وہ ہوائے نفس کی ذلتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ لیکن ضروری ہے کہ ہم مقامِ خوف پر مضبوطی سے قائم رہ کر اپنے نفس کی گری ہوئی اور بدخواہشات سے ہمیشہ بچتی رہیں۔ ہمارا نفس ہمارے ماحول کو دیکھتا ہے۔ ہمارا نفس کہتا ہے کہ بیشک خدا تعالیٰ نے ہمیں پردہ کی تعلیم دی ہے۔ مگر ہم دوسروں کی طرح بے پردہ ہو کر اپنے زیوروں اور کپڑوں کی نمائش کیوں نہ کریں۔ یہ چھوٹا سا گناہ ہے اگر کر لیا تو کیا ہو جائے گا۔ لیکن یہ بھولنا نہ چاہیئے کہ ایک چھوٹا سا گناہ بھی انسان کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہو جایا کرتا ہے۔ نفس کہتا ہے اپنے اموال سے خود فائدہ اٹھاؤ۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی نہ دو۔ نفس کہتا ہے اپنے اوقات اپنے پر خرچ کرو اور اُن سے خود ہی فائدہ اٹھاؤ۔ دین کے لئے وقت دینے کی کیا ضرورت ہے۔ نفس کہتا ہے کہ میرے بچوں کو دنیوی آرام و آسائش میسّر آجائے۔ میں اُن کو خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر مشقتوں میں کیوں ڈالوں۔ غرض نفس ہزار قسم کے گمراہ راستے انسان کو دکھاتا ہے۔ نفس ہزارہا قسم کی گری ہوئی خواہشات جو اُسے زمین کی طرف جھکا دیتی اور اللہ کی رحمت کے آسمانوں سے اُسے دُور کر دیتی ہیں اس میں پیدا کر دیتا ہے۔ اُن میں سے ہر بات خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی بن جاتی ہے۔

یہ ڈر اور خوف کا مقام ہے اس لئے ایک دوسری جگہ فرمایا کہ مومن یہ اعلان کرتا ہے اور دُنیا کو بتاتا ہے کہ میں تمہارے پیچھے نہیں چلوں گا۔ اس لئے کہ

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔

اگر میں نے تمہارا کہا مانا اور اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی عصیان کرنے والا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہوں گا۔ اور اگر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو میں خدا تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی سے ڈرتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ ایک عظیم دن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي۔ میرے دل میں شدت کے ساتھ یہ خوف پایا جاتا ہے کہ مجھے اپنے رب کی نافرمانی کرکے اس کی ناراضگی مول نہیں لینی چاہیئے۔

غرض یہ مقامِ خوف ہے جو ایک مومن کے مقامِ خوف و رجا کا ایک حصہ ہے۔ اور ایک عقلمند انسان وقتی اور عارضی اور جھوٹی خوشیوں

زمینِ قادیاں اب محترم ہے

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا کا تم پہ بس لطف و کرم ہے　　وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے　　ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے　　حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے　　ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

یا عزتوں یا آراموں کے لئے ابدی عذاب اور دکھ اور پریشانی اور جلن مُول نہیں لیا کرتا۔ ایک ذراسی عقل بھی ہمیں کہتی ہے کہ چھوٹی چیز بڑی پر قربان کی جاتی ہے۔ بڑی چیز چھوٹی پر قربان نہیں کی جایا کرتی۔ یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے، شریعت کے بھی خلاف ہے اور فطرتِ انسانی کے بھی خلاف ہے۔ لیکن شیطان عقلوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ فطرتِ انسانی کو مسخ کر دیتا ہے۔ شریعت کو بھلا دیتا ہے اور جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کی بجائے شیطان کا بندہ بن جاتا ہے یا کوئی عورت خدا تعالیٰ کی بندی بننے کی بجائے شیطان کی بندی بن جاتی ہے تو اس کے لئے عذابِ عظیم کا خطرہ موجود ہے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور اس کا غضب اور اس کا قہر انسان کے غصہ اور قہر کی طرح نہیں کہ جسے ہم بھول سکتے ہیں اور جس کے برداشت کرنے کا ہم فیصلہ بھی کر لیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ۔ اس کا غضب اور اس کا قہر اس رنگ کا ہے اور اس قدر شدت رکھتا ہے۔ اس قدر وسعتوں کا حامل ہے اور اس قدر دکھ دینے والا ہے کہ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی اُسے برداشت کرنے کا تصوّر نہیں کر سکتا۔

پس قبل اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا غضب بھڑکے ہمیں اس کے غضب سے اپنے کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ان تمام نواہی سے بچنا چاہیئے جن سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور اُن تمام احکام کو بجا لانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے جن کے کرنے کا اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن ایک مومن۔ مومنہ کا مقام صرف خوف کا مقام ہی نہیں بلکہ رجا کا مقام بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا
يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔
(الکہف آیت ۱۱۱)

یعنی جو شخص یہ اُمید رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا زندہ تعلق قائم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے زندہ جلوے اس کی زندگی میں نمودار ہوں اُسے چاہیئے کہ ایک تو عملِ صالح کرے اور دوسرے ہر قسم کے باریک سے باریک شرک کی راہوں سے اجتناب کرے۔ اگر کوئی شخص عملِ صالح نہ کرے۔ اگر کوئی شخص شرک سے خود کو نہ بچائے تو وہ اللہ تعالےٰ کی محبت کے جلوے نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔

کہ جو لوگ مرد ہوں یا عورتیں۔ اس دُنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے۔ اور اپنی ساری خوشیاں اس ورلی زندگی کی خوشیوں کو سمجھا اور اپنے سارے آرام اسی ورلی زندگی کے آراموں میں پائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو یہ اُمید نہیں رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت، اپنی رحمت اور اپنی شفقت کے جلوے انہیں دکھائیگا۔ کیونکہ جو شخص دُنیا میں گم ہو جاتا ہے وہ شیطان کا عبد اور بندہ تو کہلا سکتا ہے۔ لیکن خدا کا بندہ وہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ مضبوط رشتہ اور تعلق قائم نہیں ہوتا۔ غرض یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ اس کی عزتیں جھوٹی۔ اس کے آرام اور آسائشیں فانی۔ اس کے اموال بے وفا۔ ان کی خاطر اس باوفا کے حُسن و احسان کے جلوؤں سے منہ کیسے موڑا جا سکتا ہے۔ کوئی عقلمند انسان ایسا کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔

پس مومن اور مومنہ کا مقام خوف اور رجا کے مقام کا جامع ہے۔ یہ دونوں مل کر مومن اور مومنہ کے مقام کی تعیین کرتے ہیں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا خوف شدت سے دِل اور رُوح پر طاری ہوتا ہے اور ہر اس چیز سے انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ دُوسری طرف ساری اُمیدیں اور سارا توکّل اور سارا بھروسہ اسی کی ذات پر ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ اپنی کم مایہ قربانیوں کو خدا تعالےٰ کے حضور پیش کرتا ہے تو وہ یہ اُمید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی مقدار کو نہیں دیکھے گا بلکہ ہمارے دِل میں اس کی محبت کی جو لگن اور تڑپ ہے۔ اس پر نگاہ کرتے ہوئے انہیں قبول کرے گا اور اپنی رحمتوں سے ہمیں اِس دنیا میں بھی نوازیگا اور اُس دنیا میں بھی نوازے گا۔

اس مقامِ خوف و رجا کا وعدہ پھر ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے۔ یعنی آپ نے ہمیں مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اسلام نے جو وعدے اُمّتِ مسلمہ سے کئے تھے۔ اسلام نے جو بشارتیں ایک مسلمان کو دی تھیں اگر تم اُن وعدوں اور بشارتوں کا وارث بننا چاہتے ہو تو حقیقی اسلام جو میں آپ کے سامنے پیش کروں اُسے قبول کرو اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اقتباس مَیں اس وقت پڑھنا چاہتا ہوں۔ اور اُن باتوں کی طرف اپنی بہنوں کو توجّہ دلانا چاہتا ہوں جن کا ذکر ان اقتباسات میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا۔ اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سُنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴۹ و ۳۵۰)

اقتباس آگے چلے گا لیکن میں پہلے اس کے ایک حصّہ کو لیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جن کے سینے مجھے قبول کرنے کے لئے کھلے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو میری باتوں کو سُنتے، ان پر غور کرتے اور میرے حالات کو جانچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو پیار کا سلوک مجھ سے کرتا چلا آرہا ہے اُسے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اس پر غور کرتے ہیں۔ جو کلام اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ قرآن کریم کی تفسیر میں میرے پر نازل کیا ہے اس کو سُنتے اور اس میں فکر اور تدبّر کرتے ہیں۔ اور ان ساری باتوں کو دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مَیں سچا ہوں۔ اور مجھے قبول کرتے ہیں۔ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دقیق نظر سے دیکھتا ہی نہیں اور آپ کی باتوں کو عقل اور فراست سے وزن ہی نہیں کرتا۔ آپ کے حالات کو جانچتا ہی نہیں۔ آپ کے الہامات اور کشوف اور رؤیا پر غور ہی نہیں کرتا۔ محض زبانی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں آپ پر ایمان لایا۔ وہ اُن تقاضوں کو کیسے پورا کر سکتا ہے جو تقاضے آپ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ہم پر عاید ہوتے ہیں۔ پس پہلا کام ایک احمدی مرد اور عورت کا یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان تمام زاویوں سے دیکھے اور پرکھے اور غور و فکر کرے اور علی وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے ایک پیارے بندے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم رُوحانی فرزند ہیں۔ جب یہ بصیرت حاصل ہو جائے۔ جب یہ معرفت اُسے مل جائے تب وہ آپ کے احکام اور آپ کے ارشادات کی تعمیل کر سکتا ہے۔ ویسے تو ہم ہزاروں چیزوں کے متعلق یہ سمجھتے ہیں اور ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں لیکن جب تک ان کے صحیح حالات سے ہم واقف نہیں ہوتے اُن سے ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جیسا کہ اس مادی دنیا میں انسان ایٹم سے یعنی مادہ کے باریک ذرّے سے تو واقف تھا لیکن اس کی معرفت نہیں رکھتا تھا۔ وہ اس کی حقیقت سے ناواقف تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ ایٹم ہے لیکن اُسے یہ پتہ نہیں تھا کہ اس کے اندر کیا خواص ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کیا عجیب راز اپنی قدرت کے اس کے اندر بند رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ایک ذرہ تھا بے حقیقت ذرہ۔ اس کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے لئے کسی چیز کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اس کی خاطر وہ سیاسی بین الاقوامی دباؤ ڈالنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لیکن جب وہ وقت آیا کہ انسان نے اس مادی ذرّے کی حقیقت کا عرفان اور علم حاصل کر لیا تو اس نے اس سے فائدہ اٹھانا شروع کیا۔ اور جب اُس نے فائدہ اٹھانا شروع کیا تو اس نے بعض غلط راہیں بھی اختیار کر کے دُنیا کی تباہی کے سامان بھی اسی کے اندر سے نکال لئے پھر ایک باریک ذرّے کے حقائق کی معرفت کے بعد دُنیا میں ایک انقلاب عظیم بپا ہُوا۔ اس معنی میں کہ بڑی بڑی اقوام نے ایک دُوسرے پر سیاسی دباؤ ڈالنے شروع کئے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ایٹم کی حقیقت کے علم کے بعد دُنیا میں ایک انقلابی توازن قائم نہ ہُوا تو دُنیا تباہی کی طرف چلی جائے گی۔ لیکن ایک خانہ انہوں نے خالی چھوڑا ہُوا ہے اور وہ اللہ کا خانہ ہے۔ اسی لئے ہمیں ہر وقت خوف رہتا ہے کہ شیطان کی غلامی کے نتیجہ میں کہیں دُنیا کو اور انسان کو تباہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم دقیق نظر سے پہچانیں نہ۔ آپ کی باتوں کا وزن نہ کریں آپ کے کلام اور حالات پر فکر اور تدبّر نہ کریں۔ تو جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے ہمارے لئے آپ اس ایٹم کے ذرّہ کی طرح رہیں گے جسے اس وقت تک انسان ایک بے حقیقت ذرہ سمجھتا تھا۔ جب تک اس کے حقائق اس کی طاقتوں اور اس کے خواص سے ابھی وہ ناواقف تھا۔ لیکن اگر ہم آپ ہی کے ارشاد کے مطابق آپ کی باتوں پر غور کریں۔ آپ کی کتابوں کو جو قرآن کریم ہی کی تفسیر ہیں کثرت سے پڑھیں اور فکر اور تدبّر ان باتوں میں کریں۔ اور جس رنگ میں آپ نے اپنے پیدا کرنے والے رب اور اس کی صفات کو ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اپنے رب اور اس کی صفات کی معرفت آپ کے ذریعہ اور آپ کی بتائی ہوئی تفسیر کے ذریعہ حاصل کریں تو پھر ہمارے دِل میں آپ کی قدر پیدا ہو گی۔ پھر ہمارے دِل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر پیدا ہو گی۔ پھر ہمارے دِل میں اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت پیدا ہو گی۔ تب ہم حقیقی توحید پر قائم ہوں گے اور صرف اس صورت میں اپنے اس حقیقی مقامِ خوف و رجا کو حاصل کر سکیں گے جو مقامِ خوف و رجا ایک مومن اور مومنہ کا مقام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر تم ایسا کرو جیسا کہ مَیں نے تمہیں ابھی حکم دیا ہے تو پھر تم میرے ساتھ ہو جاؤ گے۔ اور میرے ساتھ ہونے کے معنی یہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کیلئے مجھے حکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب آپ کے کلام اور آپ کے الہامات اور کشوف اور رؤیا پر غور کرنے سے جب انسان علی وجہ البصیرت آپ کی جماعت میں شامل ہوتا اور آپ کے وجود کا ایک ذرہ بن جاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں ایک تو اس کی اپنی مرضی کوئی نہیں رہتی آپ نے فرمایا ہے :۔

"میری مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑنا ہے"

ایسا شخص اس نظام کے احکام کی خلاف ورزی کیسے کر سکتا ہے۔ جو نظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری کیا۔ اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف کیسے جا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبردست تحریروں میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات یہ ہیں۔ اور مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں تمہارا تمہارے رب کے ساتھ ایک زندہ اور مضبوط تعلق قائم کروں۔

پھر نفس کی خواہشات ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے کلام پر غور کرنے اور کثرت سے اس کا مطالعہ کرنے سے جو قرآن کریم کے صحیح اور حقیقی معانی انسان پر منکشف ہوں گے ان کے نتیجہ میں پھر نفس باقی نہیں رہے گا۔ جو اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے نفس کی یہ خواہش خدا کی مرضی کے خلاف نہیں کیونکہ میں ایسا سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میری یہ خواہش خدا کی منشاء کے خلاف ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا ہی فرماتے ہیں اگرچہ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ

" اور میری راہ پر چلتا ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع کی حیثیت سے آپ دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اُمّتِ محمدیہ میں ہمارے نزدیک کوئی ایک فردِ واحد بھی پیدا نہیں ہوا جس نے فنا فی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ مقام حاصل کیا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاصل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کامل پیروی کی ہو کہ اس کے اندر کوئی نقص یا کوتاہی نہ رہی ہو۔ غرض اس زمانہ میں ایک کامل متبعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آپ ہمارے سامنے آئے ہیں۔ اب جو شخص بھی اتباعِ سنّتِ نبوی کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ پر چلے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی اطاعت میں فانی ہو۔ کیونکہ آپ کی اطاعت میں فانی ہونے کے نتیجہ میں ہی فنا فی الرسول کا مقام یعنی فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اُسے حاصل ہو سکتا ہے۔

اور یہ بات کہ وہ آپ کی راہ پر چلتا ہے اور آپ کی اطاعت میں فانی ہے اس شخص کے لئے ممکن نہیں جس کا نفس اور جس کی انانیت باقی رہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انانیت کی چلد سے ہر احمدی مرد و عورت باہر آئے۔ اور "انا" کی بجائے "اللّٰہُ ھُوَ" کا نعرہ لگائے۔ اس کے دل سے اپنے وجود کا خیال بھی مٹ جائے۔ اس کے وجود کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے اس طرح موجزن ہو جائیں کہ اُسے سوائے خدا کے اس دنیا میں کوئی نظر نہ آئے۔ ہر چیز نیستی کا لبادہ پہنے ہوئے اس کے سامنے آئے۔ ایک زندہ اور حی اور قیوم ہستی کے مقابل ہر چیز عدم محض نظر آئے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر دنیا کی تمام مخالفتوں سے وہ ڈرے گا نہیں۔ پھر وہ دنیا کو اور دنیا والوں کو لاشئی محض سمجھے گا۔ اور ان کی مخالفتوں اور اُن کے منصوبوں اور ان کی شرارتوں اور ان کے ظلموں کا کوئی خیال نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ خود کو بھی کوئی شئی نہ سمجھتے ہوئے اپنے رب کی گود میں اپنے آپ کو بیٹھا ہوا پائیگا۔

انانیت کی جلد سے باہر آنا ضروری ہے:

بہت سے لوگ جماعتی نظام کے خلاف بعض دفعہ بات کر دیتے ہیں۔ جماعتی نظام کو اس کا کیا نقصان۔ یا اگر بعض لوگ خلیفۂ وقت کے خلاف بات کر دیتے ہیں تو خلیفۂ وقت کو اس کی کیا پرواہ ہیں تو ان کی فکر لگ جاتی ہے کہ وہ ابھی انانیت سے باہر نہیں آئے۔ ابھی وہ حقیقی احمدی نہیں بنے اُس مقامِ خوف کو انہوں نے نہیں پایا جس کے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ نہیں سکتا۔ لجنہ اماء اللہ کے سپرد جو کام ہیں۔ اُن کا جو پروگرام ہے اس میں پہلا اور بنیادی کام یہ ہے کہ ہر عورت قرآن کریم اور اس کی سچی اور حقیقی تفسیر کا علم حاصل کرے اور قرآن کریم کے علوم کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو پہچانیں۔ آپ کے ملفوظات کا ورد کریں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اُسے مشاہدہ کریں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو وحی کی ہے یا جو کشوف اور رؤیا آپ کو دکھائے ان میں فکر اور تدبر کریں۔ اور آپ کی کتابوں کو بڑے غور سے پڑھتے رہا کریں۔ اور اُن سے وہ سبق حاصل کریں جو سبق آپ ہمیں دینا چاہتے ہیں اور خدا کرے کہ اس کے نتیجہ میں ایسا کرنے والے ان برکات کے وارث ہو جائیں جو برکات (جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے) اس کے نتیجہ میں ان کو مل سکتی ہیں یعنی اپنی مرضی نہ رہے۔ اپنے نفس کو چھوڑنا یا اپنے نفس کے حقوق کو نفس کی قربانی سے ادا کرنا۔ پھر یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حَکَم بنا کر کرنا آپ کی راہ پر چلنا۔ آپ کی اطاعت میں فانی ہونا۔ اپنے نفس کو کلّی طور پر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فنا کر دینا اور انانیت کی جلد سے باہر آجانا۔

ترتیبِ مضمون کے لحاظ سے اب وہ لوگ میرے مخاطب ہو گئے ہیں جنہوں نے آپ کے کلام پر غور کیا۔ جس کے نتیجہ میں ان کی مرضی اپنی نہیں رہی۔ ان کا نفس بندۂ خدا ہو گیا اور اتباعِ سنّتِ نبوی پر کاربند ہو گیا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حَکَم بنایا۔ آپ کی راہوں کو اختیار کیا۔ اور اطاعت میں فنا کا درجہ پایا۔ اور انانیت کی جلد سے باہر ہو گئے۔ ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا خدا تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پُرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو اس لئے کہ جس صبح صادق کے ظہور کا وعدہ پہلے نوشتوں میں دیا گیا تھا اور جس صبح صادق کے ظہور کی بشارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّتِ مسلمہ کو دی تھی کہ ایک زمانہ اُمّتِ مسلمہ پر ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی اولاد میں سے ایک عظیم شخص کو دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے کھڑا کریگا۔ اور وہ ایک ایسی صبح ہو گی جس پر شام قیامت کے دن ہی آئے گی۔ قیامت تک اسلام کی برتری قائم رہے گی۔ پہلے بھی اسلام دُنیا میں پھیلا۔ لیکن الٰہی نوشتوں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ایک زمانہ تنزل کا بھی آیا جس میں سے اسلام کو گزرنا پڑا۔ لیکن بشارت دی گئی تھی کہ ایک عرصہ کے بعد چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق خدا سے برکت حاصل کر کے اسلام کو دُنیا میں غالب کرنے کے لئے مبعوث ہوگا اور اُسے ایک ایسی جماعت دی جائیگی جو فانیوں کی جماعت ہوگی۔ جو دنیا اور دنیا والوں اور دنیا کی آسائشوں اور آراموں کو کوئی چیز نہ سمجھے گی۔ اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہو کر اسلام کی اشاعت کا انتظام ساری دنیا میں کرے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے گا۔ چونکہ اس صبح صادق کے ظہور کا تعلق ایک عالمگیر غلبۂ اسلام سے ہے اس لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

"شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا"

اور یہ تازگی کا دن اس لئے آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نصرت اور تمہاری مدد کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور آسمانوں پر یہ مقدر ہو چکا ہے کہ اسلام پھر دنیا میں غالب آئے گا۔ اس جدوجہد اور اس کشمکش میں مقابلہ بڑا سخت ہے کیونکہ دنیا کے سارے اموال۔ چونکہ دنیا کے سارے علوم۔ کیونکہ دُنیا کی ساری قومیں۔ کیونکہ دُنیا کی ساری عقلیں اور فلسفہ اسلام پر زبردست حملوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے ہیں اور اگر ہم خود کو دیکھیں اور اپنے ذرائع اور اسباب پر نظر کریں تو ہم بے پایہ بے حقیقت بے وجود نظر آتے ہیں۔ لیکن کسی جماعت کی کامیابی ان وسائل سے نہیں ہوتی جو اس کے ہاتھ میں ہوں۔ بلکہ وہ جماعت ہی کامیاب ہوتی ہے جس کی نصرت پر خدا کھڑا ہوتا ہے اور جس کی مدد کا ان کے رب نے ان سے وعدہ کیا ہوتا ہے۔ اور جس کی کامیابی آسمانوں پر مقدر ہو چکی ہوتی ہے۔ اور جس کی فتح کیلئے ملائکہ کو بطور خادم مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نصرت کا وقت آگیا ہے اور اسلام کو دُنیا میں پھر سے غالب کیا جائے گا۔ اور اسلام کا یہ غلبہ قیامت تک رہے گا۔ اور اس میں تمہاری زندگی ہے۔ اس میں تم نے اپنی زندگی کو پانا ہے۔ اور چونکہ تمہاری زندگی ہیں کا دن آگیا ہے اور اسلام کے غلبہ کی مِل گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر فیصلہ کیا ہے کہ تمام ادیانِ باطلہ کو مٹا دیا جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر دل میں پیدا کر دی جائے گی۔ اور تمہیں زندگی کا مقصد تمہیں مل جائے گا۔ [illegible] خدا کا شکر کرو کہ تم تھوڑے تھے اس نے بہت سے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کی تم غریب تھے اس نے آسمان کے خزانے [illegible]

لئے کھول دئیے۔ اور تمہارے لئے اپنی زندگی کا مقصد یعنی اسلام کا غلبہ کے دن دیکھنے کے امکان پیدا ہو گئے۔ اس لئے خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ تم نے اپنے مقصود کو پا لیا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ نصرت کا وقت آگیا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ تمہارے اندر ایک مالی برکت پیدا کی جائے گی۔ پُرانے مذاہب قصہ اور کہانی بن چکے ہیں۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے ایک ابدی حیات رکھتے ہیں۔ اور ایک زندہ اور حَیّ اور قیوم خالق اور مالک کے ساتھ تمہارا ایک زندہ تعلق قائم ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ برکتیں جو تمہیں دی گئی ہیں وہ قصہ پارینہ نہیں۔ بلکہ وہ برکتیں آج کی برکتیں ہیں۔ اور یہ برکتیں جو تم نے آسمانوں سے حاصل کی ہیں بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نصرت کا فیصلہ کیا ہے۔ اور تمہاری کامیابی کو آسمانوں پر مقدر کر دیا ہے۔ اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آئیں اور تمہارے تھوڑے کو بہت اور تمہارے کم کو زیادہ کر دکھائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سچائی کی فتح کا دن تو آگیا۔ لیکن یہ سچائی کی فتح کا دن بہت سی ذمہ داریاں بھی ساتھ لایا ہے جب تک تم ان ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کروگے یہ فتح تمہیں نصیب نہیں ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں :-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی۔ اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔"
(فتح اسلام صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں پر دینِ اسلام کی تازگی تو مقدر کر دی ہے اور صبح صادق کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ لیکن صبح صادق کے ظہور کے بعد اور ایک کامل اور مکمل امید اور رجا دلانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس سورج کو جس نے ساری دُنیا کو منوّر کرنا ہے (یعنی قرآن کریم کا سورج۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج) اس اُصول کے خلاف جو اس نے ہمارے اس مادی سُورج کے لئے اس نے بنایا ہے اس نے اس روحانی سورج کو جب اس کے آثار افق پر نمودار ہوں گے۔ کہا ٹھہرو۔ بلند نہیں ہونا۔ اور ساری دنیا میں اپنی شعاعوں کو اس وقت تک نہیں پھیلانا جب تک کہ تمہیں آسمانوں پر بلند ہونے کا حکم اور اجازت نہ ملے۔ مَیں ان لوگوں کا امتحان لینا چاہتا ہوں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے انگلیاں میرے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں یا نہیں۔ کہ غلبۂ اسلام کے لئے وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ تا مَیں ان کے لئے ان کی خوشی کا سامان پیدا کروں اور اسلام کی تازگی کا وقت وہ دیکھیں۔ اسلام کی فتح کی خوشیاں وہ اپنی زندگیوں میں پائیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو ساری دنیا کے دل میں قائم ہوتا دیکھ لیں۔ صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی۔ اسلام کی فتح کی بشارت مل گئی۔ نصرت کا وعدہ دے دیا گیا۔ لیکن کمال کے ساتھ ابھی یہ سورج نہیں چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس روحانی سُورج کو یہ حکم دیا کہ ٹھہرو۔ ابھی مَیں نے کچھ قربانیاں لینی ہیں۔ جب میری طرف منسوب ہونے والے یہ قربانیاں میرے حضور پیش کر دیں گے تو پھر مَیں کہوں گا کہ تم بلند سے بلند تر ہوتے چلے جاؤ۔ اور بلندی کے اس مقام پر پہنچ جاؤ کہ دُنیا کا کوئی کونہ بھی تمہاری روشنی اور ضیاء سے محروم نہ رہے۔

جو اقتباس مَیں نے پڑھا ہے اس میں چار ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں۔ اور یہ ساری ذمہ داریاں اُصولی ہیں۔ میں اس وقت اُن کی تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ وقت زیادہ ہو جائے گا۔ مَیں اس وقت صرف اُصولی باتیں بیان کروں گا۔

اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی ذمہ داری یہ بتائی کہ وہ لوگ جو میری جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ اسلام کی خدمت اور اسلام کی اشاعت اور انوارِ قرآن کی اشاعت کے لئے اس قدر محنت کریں۔ اتنی جانفشانی سے کام لیں کہ اُن کے جگر خُون ہو جائیں۔ جب تک یہ لوگ محنت میں کمی کرتے اور ایثار اور قربانیوں کے پیش کرنے میں غفلت یا کوتاہی برتتے ہیں ایسی کوتاہی کہ اُن کا جگر خون نہیں ہوتا۔ اس وقت تک اس سورج کو آسمانوں پر چڑھنے سے روک دیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ دُنیا اسلام کے خلاف محاذ بنا رہی ہے۔ یہ محاذ اس لئے بنایا ہے کہ ان لوگوں کو ان مشقتوں میں نہ پڑنا پڑے جو انسان اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرے۔ اور عارضی مشقتوں کے بعد ابدی آرام اور سکون اُسے حاصل ہو جائے۔ پس وہ لوگ (مرد ہوں یا عورتیں) جو جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں ان کا یہ فرض ہے۔ ان پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے کھو دیں۔ اگر وہ اپنے آرام کو ترجیح دیں۔ اور اشاعتِ اسلام اور غلبۂ اسلام کے ظہور کی فکر نہ کریں تو پھر اس قوم کی غفلتوں کی وجہ سے اسلام کا سورج جس کے طلوع کا وقت آن پہنچا ہے اور صبح صادق کا ظہور ہو گیا ہے وہ ابھی کھڑا رہے گا۔

تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے ہی ہاتھ سے ایک جماعت کو قائم کرتا ہے اور اس جماعت کے ذریعہ اپنی منشاء کے مطابق کوئی کام لینا چاہتا ہے تو ساری دُنیا اُسے ذلیل کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اس سے استہزاء کرتی ہے۔ ٹھٹھا کرتی ہے۔ تمسخر کرتی ہے۔ ایذاء پہنچاتی ہے۔ پتھراؤ کرتی ہے۔ تحقیر کرتی ہے۔ ذلت کے نام رکھتی ہے۔ غرض جو اس کے دماغ میں آتا ہے کرتی ہے۔ دنیوی معیار کے مطابق یہ ذلتیں کہلاتی ہیں۔ گالیاں جن کو دی جاتی ہیں انہیں ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ جن کی تحقیر کی جاتی ہے ان کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ جن سے تمسخر اور استہزاء کیا جاتا ہے وہ دنیا کی نگاہ میں ذلیل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہم پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ دنیا کی نگاہ میں جو بھی ذلتیں ہیں ان کو اعزازِ اسلام کے لئے قبول کرو تاکہ میری نگاہ میں تم معزز ہو جاؤ۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (یونس آیت ۶۶) اللہ تعالےٰ ہی تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اور حقیقی عزت وہی ہے جو اس کا ایک بندہ اپنے رب کی نگاہ میں دیکھتا ہے اگر ساری دنیا کسی شخص کو معزز سمجھے اور اُسے مقام عزت عطا کرے۔ لیکن وہ بندہ اپنے رب کی نگاہ میں عزت کی بجائے ذلت اور قہر اور غضب جھلکتا دیکھے تو حقیقی عزت اُسے حاصل نہ ہوگی۔ خود اپنی نگاہ میں بھی وہ ذلیل ہوگا۔ پس ایک ذمہ داری یہ ہے کہ دنیا تو تمہیں ذلیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ لیکن تم اسلام کی خاطر دُنیا کی ان ساری عارضی اور جھوٹی ذلتوں کو قبول کرو کیونکہ یہ فدیہ ہے جو اسلام کی زندگی تم سے مانگتی ہے۔

چوتھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک موت کو قبول کر کے ایک نئی زندگی اس سے پاؤ۔

یہ چار ذمہ داریاں ہیں۔ اگر تم انہیں نبھا لوگے اور انہیں پورا کر لوگے۔ تو اللہ تعالےٰ آسمان کے سورج کو کہے گا کہ چڑھ اور میرے ان بندوں پر چمک۔ نیز ساری دُنیا کے انسانوں پر ضیاء پاش ہو۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے ہم سے تین انعاموں کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس نے ہمیں بشارت دی ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنی بھی بشارتیں دی ہیں وہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کی ظل ہیں۔) کہ اگر ہم محنت اور جانفشانی سے کام لے کر اشاعت اسلام میں اس طرح منہمک ہو جائیں کہ ہمارے جگر خون ہو جائیں۔ ہم اس صبح صادق کے ظہور کے بعد اس آفتاب کے چڑھنے کی خاطر اپنے تمام آراموں کو قربان کر دیں۔ ہم دُنیا کی ساری ذلّتیں اعزازِ اسلام کے لئے قبول کرلیں۔ ہم خدا کی راہ میں فنا ہو جائیں اور خود کو لاشئ محض سمجھیں اور نیستی کا لبادہ اوڑھ لیں اور اس فنائی اللہ کے نتیجہ میں ایک نئی اور کامل اور حقیقی اور خوشحال زندگی ہمیں عطا ہو تو ان چار ذمہ داریوں کے نبھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین وعدے دیئے ہیں۔ اور وہ وعدے یہ ہیں کہ

—— (۱) ——

اسلام کو پھر سے تازگی اور زندگی عطا کی جائے گی۔ اور اسلام ساری دُنیا میں غالب آ جائے گا۔ اور تمام اقوامِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ کر گریں گی اور آپ ہی کے طفیل اور آپ کی برکت سے اور آپ کی اتباع ہی کے نتیجہ میں تمام انسان اللہ تعالےٰ کے فیوض اور برکات اور رحمتوں کے وارث بن جائیں گے۔

—— (۲) ——

دوسرا انعام جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ سب وہ جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں حقیقی اسلام پر قائم ہو جائیں گے۔ اور جسم سے فانی ہو کر ایک رُوحانی زندگی حاصل کریں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور روحانی فرزند بن جائیں گے۔ اس کے نتیجہ میں وہ آپ کے فیوض سے فیض حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے وارث بن جائیں گے۔

—— (۳) ——

اور تیسرا انعام یہ ہے کہ زندہ خدا کی تجلی تمہیں ملے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلام ساری دنیا میں مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر دل میں جاگزیں ہو جائے۔ ہماری خواہش پوری ہوگی ہمیں یہ انعام ملے گا اور اس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔ پھر ہم یہ چاہتے ہیں۔ ہم مسلمان

خواہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں اللہ کی نگاہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند بن جائیں اور ان فیوض اور برکات کے وارث بنیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی کے نتیجہ میں انسان کو ملا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری یہ خواہش بھی پوری کی جائے گی۔ یہ انعام بھی تمہیں عطا کیا جائے گا۔

چہارم

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے

کہ ہمارا تعلق زندہ خدا کے ساتھ پختہ ہو اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی بھی بشارت دی ہے اور یہ تیسرا انعام ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر تم اشاعتِ اسلام کے لئے اور توحید باری کے قیام کے لئے ان چار قربانیوں کو میرے حضور پیش کرو گے (جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ فرمایا ہے) تو میں اپنے فضل سے، نہ تمہاری کسی خوبی کے نتیجہ میں اپنے پیار کی چادر میں تمہیں لپیٹ لوں گا۔ میں اپنی گود میں تمہیں بٹھا لوں گا۔ میرا زندہ تعلق تمہارے ساتھ قائم ہو جائے گا۔ اور میری زندہ قدرتوں کی تجلی تم اپنی زندگیوں میں دیکھو گے اور تم خدا کی ایک خاص قوم بن جاؤ گے۔ اور دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو گے۔ اور دنیا تم پر رشک کرے گی۔ پس آج تم دنیا پر رشک نہ کرو اور نہ اس کے پیچھے چلنے کی کوشش کرو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے دنیا کے یہ عارضی انعام اور دنیا کی یہ جھوٹی خوشیاں نہ ہمارے کسی کام کی ہیں اور نہ ہمیں اچھی لگتی ہیں ہمیں تو ہمارا رب ہی اچھا لگتا ہے۔ ہمیں تو اپنے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی پیار ہے۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی عشق ہے۔ ہم تو خدا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر ہی اپنی زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام مطالبات کو پورا کریں جو اسلام کے خدا کی مرضی اور قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ اور جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اور جن کی خواہش ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ ہم عاجز اور کمزور ہیں لیکن اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد کو آ جائے تو وہ ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ سکتا ہے۔ اور ہمیں ہدایت کی راہوں پر چلا سکتا ہے

جس طرح ماں ایک چھوٹے بچے کی انگلی پکڑ کر اسے چلاتی ہے اسی طرح اے ہمارے ربّ تو ہماری انگلی پکڑ اور ہمیں اپنے صراطِ حمید پر چلا تا کہ ہم تیری نگاہ میں معزز اور قابلِ تعریف بن جائیں۔ اللّٰھم آمین

(رسالہ مصباح ربوہ نومبر ۱۹۶۸ء)

مسلمانوں پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم احسان

اسلام کی عالمگیر اشاعت میں روک کا ازالہ

امروز قوم من نشناسد مقام من   روزے بگریہ یاد کنند وقتِ خوشترم

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل۔ ربوہ

عالمِ اسلامی پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر خطۂ زمین اور ہر اسلامی مملکت اندرونی خلفشار میں مبتلا ہے۔ عام مسلمانوں کی عملی حالت خاص اصلاح کی محتاج ہے۔ ہر جگہ دردمند مسلمانوں کے دل اس حالت پر خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس حالت کا مداوا ہو۔ جہاں تک غیر مسلم طاقتوں کا سوال ہے وہ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور ہر جگہ ان کی کوششیں جاری ہیں۔

عام مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی سچائی کا یقین ضرور ہے اور ان کے دلوں میں یہ خواہش بھی ہے کہ اسلام دنیا بھر میں پھیل جائے۔ اور اس کی اشاعت ہر خطۂ زمین میں ہو۔ بہت سے نیک دل مسلمان اس درد سے سخت پریشان ہیں کہ اسلام کی اشاعت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان کے دل تڑپ رہے ہیں کہ کاش دنیا بھر میں اسلام کے پھیلانے کی کوئی تدبیر ہو اور اشاعتِ اسلام کا عالمگیر نظام قائم کیا جائے۔

یاد رہے کہ عالمگیر اشاعتِ اسلام کی تحریک کی بنیاد سیاست پر نہیں ہو سکتی۔ ہر ملک کی اندرونی سیاست مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اشاعت کے نام پر جتنی انسانی تحریکیں اٹھی ہیں وہ پنپ نہیں سکیں۔ اسلام کو غیر مسلموں میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں بلکہ دنیا جہان کے مشکل کاموں میں مشکل ترین کام ہے ؎

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہیں
ہر قدم پر کوہِ ماراں ہر گزر میں دشتِ خار

انسانی نظر چاہتی ہے کہ سیاسی رنگ میں یہ کام چند دنوں یا چند سالوں میں سرانجام دے دیا جائے۔ اسی ذہنیت کے لوگوں کا نظریہ تھا کہ مسیح آسمان سے اتر کر اور مہدی زمین سے پیدا ہو کر زورِ بازو اور اپنی تلوار سے ساری دنیا کو مسلمان بنا دیں گے۔ تمام ممالک کو فتح کر لیں گے اور مسلمانوں کے گھر سونے چاندی سے بھر دیں گے۔ اس غلط تصور کے حامل لوگ تبلیغ اسلام ایسے جانکاہ کام کو کس طرح سرانجام دے سکتے ہیں۔ وہ تو سہولت کے ساتھ غلبہ اور فتح کے منتظر بیٹھے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جہاں بھی اشاعتِ اسلام کا سوال اٹھتا ہے جھٹ نگاہیں حکومتوں کے خزانوں کی طرف اٹھتی ہیں۔ اور فوراً نظریں مسلمان حکمرانوں کی فوجی طاقتوں کا جائزہ لینا شروع کر دیتی ہیں۔ حالانکہ اگر اس زمانہ میں یہ خزانے اور یہ فوجی طاقتیں اشاعتِ اسلام کے کام آنے والی چیزیں ہوتیں تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے

بداء الاسلام غریباً وسیعود
کما بداء فطوبیٰ للغرباء

کہ اسلام کا آغاز ضعف اور کمزوری سے ہوا وہ بے وطنی میں ہی پھلا پھولا ہے۔ آئندہ پھر اسلام کی یہی حالت ہو جائے گی۔ مبارک اور خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اشاعتِ دین کی خاطر غریب الوطنی اختیار کریں گے ؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز سے آید اگر آید ازیں راہ بانیقش

اس حدیث نبوی میں مسلمانوں کے دورِ حاضرہ کی خبر دی گئی ہے اور اسلام کے اس زمانہ میں پھیلنے کا طریق بھی بتا دیا گیا ہے۔ یہ کام سیاسی نگاہ انسانوں کا نہیں ہے۔ بلکہ ان دلوں کے غریب انسانوں کا ہے جو مکی زندگی کے دورِ درویشی کو قبول کر کے خدمتِ دین کو اپنا شعار بنائیں گے۔ اسلام کو اس زمانہ میں سیاسی رنگ دینے سے اس کی اشاعت میں روک تو پیدا کی جا سکتی ہے مگر اس کے پھیلنے کے سامان نہیں ہو سکتے۔ آج دنیا بھر میں قانون کی حکومت کی حمایت کی جا رہی ہے۔ ایک ملک دوسرے ملک پر غلبہ و استیلاء کے لئے حیلہ و تدبیر سے کام لے رہا ہے۔ ایسی تدبیریں کرتا ہے کہ وہ اپنا مقصد بھی حاصل کر لے اور مہذب ملکوں کی نظروں میں ڈاکو اور مفسد بھی قرار نہ پائے اس لئے وہ سیاست کی باریک راہیں اختیار کرتا ہے۔ اس حالت کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام ممالک محسوس کرتے ہیں کہ کوئی طاقت ان کے اندرونی نظام کو ضعف نہ پہنچائے اور بڑی احتیاط سے مخالف طاقتوں پر کڑی نظر رکھتے ہیں

مغربی استعماری طاقتوں نے مسیحیت کے مناد دلوں کو اپنے مقاصد مشئومہ کے لئے استعمال کیا اور نام نہاد عیسائیت کی تبلیغ کو ملکی سیاست میں داخلہ کا ذریعہ بنا کر بہت سے ممالک کو ضعف پہنچایا اور سرمایہ دارانہ عزائم کو پورا کیا۔ اس کا نتیجہ بھی یہ ظاہر ہوا کہ عام طور پر جہاں حکومتیں عیسائی پادریوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لئے ان کی تبلیغ پر پابندی عاید کرتی ہیں وہاں پر اسلام کی تبلیغ کا راستہ بھی بند کر دیتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ مسلمان مبلغوں کا بھی وہی مقصد ہو گا جو عیسائی پادریوں کا ہے اور ان کی تبلیغ کا بھی وہی نتیجہ نکلے گا جو عیسائی پادریوں کی تبلیغ کا نتیجہ بہت سے ممالک میں نکل چکا ہے۔ یعنی بیرونی سیاست ہمارے ملک میں دخل دے گی۔ اور ہمارے ملکی استحکام کو ضعف پہنچے گا۔ اس بناء پر اسلامی تبلیغ کے راستہ میں بھی ایک روک حائل کر دی جاتی ہے

اسلام عالمگیر دین ہے اس کی تعلیم میں یہ صراحت موجود ہے کہ وہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ وہ کسی ملک کے استحکام کے خلاف نہیں۔ کسی ملک کی آزادی کو نہیں چھینتا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ہر ملک کے باشندوں کا حق ہے کہ باہمی اتفاق رائے سے اور آزادانہ انتخاب سے اہل افراد لوگوں کو مسندِ حکومت پر بٹھائیں۔ اسلام کے مطابق حکومت ایک امانت ہے۔ لوگوں کا فرض ہے کہ یہ امانت اس کے اہل لوگوں کے ہاتھوں میں سونپیں اور باگ حکومت سنبھالنے والے حکمرانوں کا فرض ہے کہ اس امانت کے فرائض کو بلا رو رعایت ادا کریں عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں

اسلام اس تشکیلِ نظام کے ساتھ حکومتوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی عالمگیر برادری قائم کر کے باہمی امن و صلح کی بنیادوں پر دنیا میں زندگی گزاریں۔ خود بھی امن سے رہیں اور دوسروں کو بھی امن سے رہنے دیں۔ اسلام نے اس عالمگیر برادری میں تنازعات پیدا ہونے کی صورت میں اس کا حل بھی بتا دیا ہے۔

اسلام کے اس خاکۂ نظامِ عالم کو پیش کا اس جگہ مقصد یہ ہے کہ اسلام ہر ملک کے

باشندوں کو امن و سلامتی سے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ جبر و تشدد کا قائل نہیں۔ پس جہاں تک اسلام کی عالمگیر اشاعت کا سوال ہے، وہ کسی ملک کی اندرونی سیاست سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ اسلام کا روحانی پیغام سب قوموں اور سارے ملکوں کے لئے ہے اس لئے وہ ملکی اور ملکی سیاست سے بالا ہے اور اسے بالا ہونا چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی پیشگوئی کے مصداق کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ دنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو پہنچانے کے لئے کھڑے کئے گئے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں یہ آواز بلند فرمائی کہ اسلام کی سیاستوں سے بلند و بالا ہے۔ سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ امن دینے والی اور مذہبی آزادی عطا کرنے والی حکومت کے وفادار رہیں۔ اس کے ساتھ تعاون کریں۔ یہی تعلیم قرآن مجید میں موجود تھی۔ سنتِ نبوی میں موجود تھی مگر سیاست کی لالچ نے مسلمان علماء کی آنکھوں کو خیرہ کر رکھا تھا۔ وہ اسلام کی اشاعت سے غافل ہو کر دنیوی حکومتوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے شروع شروع میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظریہ کی شدید مخالفت کی۔ اس پر تمسخر کیا۔ اور بعض نادان مولوی نواب تک اپنی سیاسی اندھیروں کی الجھن میں مبتلا رہا۔

قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ وضاحت سے بیان کیا ہے کہ وہ فرعونِ مصر کے قانون کے تابع تھے۔ وہ اپنے بھائی کو از روئے قانون روک نہ سکتے تھے جب تک ان کے لئے قانونی جواز پیدا نہ ہو گیا۔ اس بارے میں آیت قرآنی مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نہایت واضح ہے۔ سنتِ نبوی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو حبشہ کے عیسائی بادشاہ کے ماتحت زندگی گزارنے کے لئے بھیجا اور اس کی تعریف میں فرمایا اِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ کہ حبشہ کا عیسائی بادشاہ کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا۔

مقام افسوس ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف علماء یہ فتوے دے رہے تھے کہ مذہبی آزادی دینے والی امن پسند غیر مسلم حکومت کی اطاعت بھی جائز نہیں۔ ان کے ان فتووں نے مسلمانوں کی تمدنی زندگی پر اور ان کی ملکی سیاسی زندگی پر بہت برا اثر ڈالا۔ مگر ان سب سے بڑھ کر ان فتووں نے اسلام کی عالمگیر اشاعت کے معاملہ کو تو بے حد نقصان پہنچایا۔ ان فتووں کے باعث ہر غیر مسلم حکومت اسلام کی اشاعت کی راہ میں مزاحم رہنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ وہ خیال کرتی ہے کہ اگر میرے [illegible] میں مسلمان بڑھ گئے تو وہ ملکی قانون کا مقابلہ

کریں گے اور ہمارے ملک کا امن خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اور ہر طرف فساد کا دور دورہ ہو گا۔ اس لئے وہ اشاعتِ اسلام میں مزاحم ہوتی ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اسلام کی صحیح تعلیم کو واضح فرمایا۔ آپ نے اسلامی نظام کی روح کو بیان کیا اور اعلان فرمایا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر ایسی حکومت سے تعاون کرے جو مذہبی آزادی دیتی ہے۔ اور امن پسند ہے۔ وہ حکومت مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ گویا ہر ملک کے باشندے اپنے اپنے قانونِ ملک کے پابند ہیں۔ جب غیر مسلم حکومتوں کو یہ تسلی ہو جائے کہ اسلام کا پیغام لانے والے اور آئندہ ہمارے ملک میں اسلام قبول کرنے والے ہمارے نظامِ حکومت کے دشمن نہیں، امن کے مخالف نہیں تو انہیں اپنے ملک میں اسلام کی اشاعت کی اجازت دینے میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بیشتر غیر مسلم حکومتوں کا یہی رویہ ہے اور اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد بیشتر غیر مسلم حکومتیں اسلام کی اشاعت کی اجازت دے رہی ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل سے عالمگیر اشاعت کا نظام دنیا میں قائم ہو رہا ہے۔ اور دن بدن پنپ رہا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ غریب اور مظلوم احمدیوں کی مسلسل مالی قربانیوں اور ان کے نوجوانوں اور بزرگوں کی جانی اور وطنی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دن جلد آنے والا ہے جب چار دانگِ عالم میں اسلام کا بول بالا ہو گا۔ اور اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرائے گا۔

آج تو علماء عام مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ہمیں صاف نظر آ رہا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ایک عظیم انقلاب آئے گا اور مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسلامی نظریہ کی فتح کو بچشم خود دیکھ کر آپ کی قدر کو پہچانیں گے۔ اور اس وقت حضور علیہ السلام کا یہ کلام پورا ہو گا ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

خدا کرے کہ یہ دن جلد آئے۔ آمین

زکوٰۃ کی ادائیگی ایک شرعی فریضہ ہے

تبصرہ

احمدیہ مسلم کیلنڈر

۱۳۴۸ سنہ ہجری شمسی مطابق ۱۹۶۹ سنہ عیسوی

۲۰ × ۳۰ سائز کے عمدہ کاغذ دیدہ زیب سہ رنگی طباعت کے ساتھ مزین نئے سال کا احمدیہ کیلنڈر ہجری شمسی تقویم کے مطابق نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہجری شمسی تقویم کا اجراء فرماتے ہوئے فرمایا تھا

"مجھے خیال آیا کہ ہم مسلمانوں نے قمری تاریخوں سے تو فائدہ اٹھایا ہے لیکن شمسی تاریخوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ حالانکہ قمری شمسی دونوں میں فوائد ہیں۔ اور چونکہ انسان شمسی حساب پر مجبور ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں نے بھی مجبوراً عیسوی سنہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اگر ہم ہجری قمری کے ساتھ ہجری شمسی بھی بناتے اور ہجری قمری تاریخوں کے بالمقابل ہجری شمسی تاریخیں بھی ہوتیں تو قطعاً کوئی جھگڑا نہ ہوتا...... میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو آئندہ عیسوی شمسی سنہ کی بجائے ہجری شمسی سنہ جاری کیا جائے اور آئندہ کے لئے عیسوی سنہ کا استعمال چھوڑ دیا جائے خواہ مخواہ عیسائیت کا ایک طوق ہماری گردنوں میں کیوں پڑا رہے" (مہر درخشانی)

اور حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے احبابِ جماعت کو ہجری شمسی تقویم کو اپنانے اور رواج دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ یہ کیلنڈر ان ارشادات کو عملی جامہ پہنانے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

زیرِ نظر کیلنڈر ظاہری خوبصورتی کے علاوہ بعض دوسری خوبیوں پر مشتمل ہونے کے باعث نسبتاً زیادہ قابلِ قدر بن گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ جلی خط میں آیتِ قرآنی کیلنڈر کی پیشانی کو روشن کر رہی ہے
۲۔ نیچے قادیان کی مسجد اقصیٰ کے پس منظر میں سفید منارۃ المسیح جدید عمدہ بڑے سائز کی تصویر باعثِ زینت ہے۔
۳۔ جماعت سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات ہیں
۴۔ ہجری شمسی تقویم کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی کے مذکورہ جامع ارشادات کے علاوہ ہجری شمسی مہینوں کی وجہ تسمیہ درج ہے جو بجائے خود مقدس زمانہ نبوی کے اہم تاریخی واقعات کی تفصیل ہے۔
۵۔ کیلنڈر میں رائج الوقت انگریزی سنہ سے اختیار کر کے تمام علاقہ جات کے احباب کے لئے اسے یکساں طور پر کار آمد بنا دیا گیا ہے۔
۶۔ یہی صورت مہینوں اور دنوں کے ناموں کو انگریزی رسم الخط میں شائع ہونے سے حاصل ہو رہی ہے۔
۷۔ ہجری شمسی مہینوں کے ساتھ عیسوی مہینے بھی دیے گئے ہیں نیز قمری مہینوں کا اندراج موجود ہے۔ اور ہلال کی پُرکشش علامت کے ساتھ قمری مہینہ کا آغاز ظاہر کیا گیا ہے
۸۔ بعض مشہور تعطیلات جماعتی نقطۂ نگاہ سے خاص ایام کی فہرست علیحدہ دی گئی ہے
۹۔ ہفتے کا آغاز جمعہ کے مبارک دن سے کیا گیا ہے۔
۱۰۔ شائع شدہ کیلنڈر کے نیچے اوپر دونوں جانب ٹین کی پتریاں لگی ہوئی ہیں جن سے کیلنڈر مضبوط اور دیر تک کار آمد بن گیا ہے۔

۵۰ پیسے فی کیلنڈر (علاوہ محصول ڈاک) کے حساب سے دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان سے حاصل کیا جا سکتا ہے ٭

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا تیسرا اور آخری سال - وعدہ کنندگان جلد توجہ فرمائیں

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک کا آخری سال گزر رہا ہے اور اب صرف چار ماہ باقی ہیں۔ لیکن ابھی تک -/۸۰۰۰ روپیہ کے وعدے پورے ہونے باقی ہیں۔ جملہ تقاضا دہندگان کی خدمت میں انفرادی طور پر بھی اور سیکرٹریانِ مال کو بھی لکھا جا چکا ہے۔ ان سے پھر درخواست ہے کہ سال ختم ہونے سے قبل اس فرض سے سبکدوش ہونے کی کوشش فرمائیں۔ اس تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

"جو ہمارے مبلغ اور عہدیدار ہیں ان کو بار بار جماعت کے سامنے یہ بات لانی چاہیئے کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے تیسرے اور آخری سال میں اپنے وعدوں کو پورا کرے اس تحریک میں اگر وہ پیچھے رہ گئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ان کو یاددہانی نہیں کرائی گئی؟"

امید ہے کہ عہدیداران فرض شناسی سے کام لیں گے اور وعدہ کنندگان بھی توجہ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے آمین

ناظر بیت المال قادیان

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریّہ

ایک طرف مرثیہ خوانی۔ انتظارِ مسلسل اور امیدِ موہوم ـــــ دوسری طرف زندگی و امید، یقینِ محکم اور عملِ پیہم

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا ❁ ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ انچارج صوبہ بنگال اڑیسہ

قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور شریعتِ اسلامیہ ایک کامل اور غیر منسوخ اور تا قیامت زندہ رہنے والی شریعت ہے۔ اسلام کی زندگی اور اس کے روحانی فیضان کو ہر زمانہ میں قائم رکھنے اور ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ خلفاء محمدی اور مجددینِ کرام کو بھیجتا رہے گا۔ چنانچہ سورۂ نور کی آیتِ استخلاف اور ابو داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث اس امر پر شاہدِ ناطق ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کیا کرے گا جو آکر دینِ اسلام کی اصلاح و تجدید کا کام کرے گا۔ چنانچہ اس بشارتِ محمدی صلعم کے مطابق اس امت میں ہر صدی میں مجدد آتے رہے۔ اور خدماتِ دینیہ بجا لاتے رہے۔ نواب صدیق حسن خاں آف بھوپال نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں تیرہ صدیوں کے مجددین کے اسماءِ گرامی درج کئے ہیں مگر چودھویں صدی میں چونکہ احادیث کی بیان کردہ پیشگوئیوں اور علامات کی روشنی میں مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام نے ظاہر ہونا تھا اس لئے اس چودھویں صدی کا مجدد ان کو ہی قرار دیا گیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”بر سرِ مائۂ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں را باقی است اگر ظہورِ مہدی علیہ السلام و نزولِ عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند“ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں۔ اگر مہدی اور مسیح ظاہر ہو نگے تو وہ اس صدی کے مجدد ہوں گے

نیز اپنی کتاب اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

”اس حساب سے ظہورِ مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آتی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں گے“ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

ـــــ ۲ ـــــ

تیرھویں صدی کے آخر میں مسلمان ایک نازک دور میں سے گزر رہے تھے۔ ایک طرف وہ غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں تجارتی، اقتصادی معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے کوئی حیثیت ہی نہ رکھتے تھے۔ تو دوسری طرف مذہبی اعتبار سے وہ عیسائیت کے غلبہ سے متاثر نظر آرہے تھے اور اپنے مستقبل سے خدا سے مایوس و نا امید تھے۔ عیسائیت کی اس قدر ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر اور مسلمان علماء اور ائمۂ مساجد اور عوام کے ارتداد اور نئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے الحاد و بے دینی کو ملاحظہ کر کے دردمندانِ اسلام کے دل ڈوبے جا رہے تھے اور انہیں اس طوفانِ ضلالت سے کشتیٔ اسلام کی نجات کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ مولینا الطاف حسین حالی مرحوم نے ۱۸۷۹ء میں اپنی مشہور مسدس میں اسلام کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ غربتِ اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی بے چارگی کی صحیح تصویر ظاہر کرتا ہے لکھتے ہیں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اور اسلام کو ایک باغ سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں ؎

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے رُوکھ جس کے جلانے کے قابل

پھر بطور مناجات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ـــــ ۳ ـــــ

جب مسلمان تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز میں مایوسی و نا امیدی کا شکار تھے اور امتِ مسلمہ کو امتِ مرحومہ قرار دے کر اس کی مرثیہ خوانی کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور حدیث کی پیشگوئیوں اور نشانات کے مطابق عین وقت پر ۱۳۰۶ھ ہجری میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اس چودھویں صدی کا مجدد اور موعود مہدی اور مسیح بنا کر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبہ کے لئے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ دنیا کو یہ زندگی بخش اور امید افزا پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(الف) ”مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں“ (اربعین ۱ صفحہ ۳)

(ب) ”مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علومِ لدنّیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔“ (برکات الدعاء صفحہ ۲۳)

(ج) ”میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۱۳)

نیز فرمایا:۔

؎ وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

؎ میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(د) ”اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ..... اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔“ (فتح اسلام صفحہ ۱۵، ۱۶)

ـــــ ۴ ـــــ

جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعوے فرمایا کہ وہ اس چودھویں صدی کے مجدد ہیں، حضرت مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں اور اب آپ ہی وہ مہدی اور مسیح موعود ہیں جس کی خبر قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں میں دی گئی تھی۔ تو علماءِ ظواہر نے آپ پر لعن طعن کی اور آپ پر کفر کے فتوے لگائے کہ نعوذ باللہ یہ شخص اپنے دعوے میں کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ مسیح موعود نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم تو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ وہی دوبارہ نازل ہوں گے۔ اور اس امت سے مہدی پیدا ہوں گے اور وہ [illegible] کر اسلام کے غلبہ کے لئے تلوار کے ساتھ [illegible] کا مقابلہ کریں گے ابھی تو [illegible] سے انتظار کرو۔

وقت گزر گیا مگر نہ کوئی مسیح آسمان سے نازل ہوا [illegible] کوئی مہدی زمین پر ظاہر ہوا اور نہ ہی کسی نے اس صدی کا مجدد ہونے کا دعوے کیا بجز حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے۔ جب سترہ برس گزر گئے تو حضرت مرزا

صاحب علیہ السلام اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر، ان لوگوں نے خدا اور رسول کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی۔ اور صدی پر سترہ برس (اور اب تو ۸۰ برس۔ ناقل) گزر چکے ہیں۔ مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار میں چھپا بیٹھا ہے۔"

(اربعین ۳ ص ۱۳)

نیز حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی:-

"ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور ملاں ہیں اور ہر ایک اہلِ عناد جو میرے مخالف کچھ سمجھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے دیکھ لیں وہ ہرگز ان کو اترتے نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے۔ اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر انکی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا۔ اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۷)

۵

وقت کے گزرنے کے ساتھ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی مخالفت بھی بڑھتی چلی گئی۔ مگر دوسری طرف سنجیدہ اور سعید الفطرت لوگ آپ کے دلائل و براہین سے متاثر ہو کر اور آپ کے نشانات و معجزات کو دیکھ کر آپ کے دعاوی پر ایمان لا کر آپ کی جماعت میں شامل ہوتے چلے گئے۔ علماء تو آپ کے دلائل اور نشانات کے مقابل پر عاجز آ کر صرف کفر بازی کے ہتھیار کو ہی استعمال کرتے رہے۔ مگر آپ اور آپ کے ماننے والے خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے پاکیزہ اور مقدس مشن کی تکمیل کے لئے تن من دھن سے کوشاں رہے۔ اور ہیں۔ اور اب اس صدی ہجری کا ۸۰ واں سال ختم ہونے کو ہے۔ متقابل کوششوں کا نتیجہ ظاہر ہے کہ

۱- چودھویں صدی ہجری قریب الاختتام ہے مگر مسلمانوں کا کوئی منتظر مجدد نہیں آیا اور ہر آنے والا دن ان کی مایوسی اور ناامیدی میں اضافہ کرنے والا اور ان کی کمر ہمت کو توڑنے والا ہے

۲- نہ آسمان سے کوئی مسیح نازل ہوئے اور نہ ہی زمین پر کوئی مہدی ظاہر ہوئے۔ اس مایوسی و ناامیدی کی وجہ سے اب علماء کے ایک حصہ نے وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کو تسلیم کر لیا ہے اور بعض نے حدیثوں کا انکار کر کے امام مہدی کے ظہور کے عقیدہ کو فرسودہ اور بے بنیاد قرار دے کر اپنے دلوں کو تسلی دے لی ہے

۳- مخالف علماء اب تک اپنی طاقتیں اور صلاحیتیں ایک منفی مقصد اور تخریب کے لئے استعمال کرتے رہے وہ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے فریضہ سے محروم رہے اور ہیں۔

۴- مگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کی جماعت آج یقین محکم کے ساتھ امید و زندگی کا یہ پیغام لے کر اکنافِ عالم میں جد و جہد کر رہی ہے کہ دینِ اسلام دیگر ادیان پر غالب آئے اور شریعتِ محمدیہ جاری و ساری ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کی مساعی میں برکت دیتے ہوئے اسے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے رہا ہے۔ اور ۸۰ سال میں یہ جماعت لاکھوں کی تعداد میں پھیل چکی ہے۔ اور آج ہم بفضلہ تعالیٰ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور آج اس جماعت کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں لاکھوں غیر مسلم کلمۂ طیبہ پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ جماعت کی طرف سے دنیا کی سات زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع ہو چکے ہیں۔ آٹھ زبانوں میں اشاعت کے لئے تیار ہیں۔ تین صد کے قریب مساجد مختلف ملکوں میں تعمیر ہو چکی ہیں۔ پچاس دینی درسگاہیں کام کر رہی ہیں۔ اور دنیا کے مختلف حصوں میں چھیاسٹھ مشن کام کر رہے ہیں۔ جن میں کئی صد احمدیہ مسلم مبلغین اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں متعدد اخبارات اور ٹنوں اسلامی لٹریچر شائع کر کے غیر مسلموں تک پہنچایا جا چکا ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کا یہ مثبت کام، دینی کارنامے اور اشاعتِ اسلام کا جذبہ و ولولہ

(باقی کالم ۳-۴ پر)

۴ اور پھر مقصد میں کامیابی اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اپنے دعاوی میں صادق اور راستباز تھے۔

پس ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں اور ان سے محبت بھری اپیل کرتے ہیں کہ وہ حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیں۔ ایک طرف ان کو مرثیہ خوانی، انتظارِ مسلسل اور امیدِ موہوم نظر آئے گی تو دوسری طرف احمدیوں میں انہیں زندگی و امید، اپنے مقصد و مشن پر یقینِ محکم اور اس کے حصول کے لئے عمل پیہم نظر آئے گا اور اس کے ساتھ اس کے شیریں ثمرات اور نتائج اور خدا کی برکات و تجلیات نظر آئیں گی۔ پس وہ بھی اس "انتظار گاہ" سے نکل کر میدانِ عمل میں آ جائیں اور اشاعتِ اسلام کے مقدس فریضہ میں احمدیوں سے تعاون کریں۔ اور مامورِ ربانی کی شناخت کر کے اور اس پر ایمان لا کر خدا تعالیٰ کے انعامات اور اس کی برکات کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں اس کی توفیق عطا فرما دے آمین

وما علینا الا البلاغ

اے مسلماں کیوں بنا تو یاس کی تصویر ہے

اے مسلماں کیوں بنا تو یاس کی تصویر ہے
روح کے امراض کا تریاق ہے اکسیر ہے
ظلمتِ دل دور ہو جاتی ہے اس کے نور سے
متبعِ قرآن بن تو پائے گا تسکینِ دل
جسدِ خاکی آسماں پر ابنِ مریم جا بسے
قد خلت من قبلہ الرسل رہے مدِ نظر
حضرتِ عیسیٰ بفرمانِ خدا پا کر وفات
مقبرہ ان کا جہاں ہے، ہے محلہ خانیار
امتِ احمد میں کیوں آئے مسیحِ موسوی
فردِ امت پائے انعامِ نبوت بالیقیں
میرزائے قادیاں ہی وہ مسیحِ موعود ہیں
نورِ احمدؐ کی تجلی میں نہاں ہے اس قدر
ان کی تحریرات میں عشقِ محمدؐ جلوہ گر
دیکھئے ابناءِ دنیا کا شعار ان کے خلاف
دیں کے کاموں کیلئے ان کو بھلا فرصت کہاں

کس لئے تو اس قدر مغموم اور دلگیر ہے
اللہ اللہ!! علمِ قرآں کی عجب تاثیر ہے
بارک اللہ! کیا کلام اللہ کی تنویر ہے
بات سچی ہے یہی اور اک اٹل تقدیر ہے
بل رفعہ اللہ الیہ کی خوب یہ تفسیر ہے
فوت ہونا ہر نبی اللہ کی تقدیر ہے
جس جگہ مدفون ہیں وہ سرنگر کشمیر ہے[1]
مستند تاریخ میں یہ واقعہ تحریر ہے
امتِ خیر الرسل کی شان کی تحقیر ہے
شاہِ بطحیٰ کی اسی میں عزت و توقیر ہے
منتظر شدت سے جن کا ہر جوان و پیر ہے
سر سے پا تک مصطفیٰؐ کا عکس اور تصویر ہے
دیں کے دشمن کیلئے ان کا قلم شمشیر ہے
شور و غوغا، دجل و کذب و فتویٔ تکفیر ہے
مشغلۂ کارِ دنیا ان کا دامنگیر ہے

ہاتھ پاؤں توڑ بیٹھے اور توکل نام ہے
اور لب پر ہائے وائے کیا بری تقدیر ہے

ان کی ہر تدبیر کا نقشہ الٹ کر رہ گیا!
ظلم و جور و مکر افواجِ یزیدی کا شعار
احمدیت تا قیامت زندہ و قائم رہے
مختلف ملک و وطن کی پھاند کر حد بندیاں
مصلحِ موعود کی یہ کوششوں کا ہے ثمر
ناصر احمد ایدہ اللہ قدرتِ ثانی کا مظہر تیسرا
سبطِ مہدی ابنِ مصلحِ موعود کا لختِ جگر
پاسبانِ امتِ خیر الرسل سالارِ دیں
دیکھ کر نورِ خلافت کی تجلی ریزیاں
دیکھتے ہی کہہ اٹھا اک پاک دل نیکو صفات
مرحبا اے حضرتِ یعقوب خاں صد مرحبا
رجس سے ہے پاک اولادِ مسیحا لا کلام
قولِ استخلاف سے ثابت خلافت کا نظام
ہے خلافت امرِ حق، اسکو مٹانے کا خیال
کس طرح عاجز سے طے ہونگے مقاماتِ سلوک

بنتی ہے تخریب آخر کہتے ہیں "تعمیر ہے"
راہِ حق میں جان دینا سنتِ شبیر ہے
غالب و قادر خدا کی اب یہی تقدیر ہے
احمدیت بن گئی تحریکِ عالمگیر ہے
آج یورپ کی فضا میں گونجتی تکبیر ہے
نافلۃ لک خبر کی ہو بہو تعبیر ہے
ذوالنورین باحیا کا ظل اور تصویر ہے
سینۂ بافضل میں جن کا نام بھی اک تیر ہے
بن گیا منکر حسد و بغض کی تصویر ہے
نورِ حق کی روئے اقدس پر عجب تنویر ہے
باعثِ ایزادیٔ ایماں تری تحریر ہے
میرے اس دعوے پہ حجت آیۂ تطہیر ہے
قائم اس سے ہی جہاں میں دین کی توقیر ہے
ایں محال است و جنوں یہ خواب بے تعبیر ہے
خواہشاتِ نفس و دل کی پاؤں میں زنجیر ہے

زمرۂ شعرا میں اب ہونے لگا اپنا شمار
حضرتِ اکمل کے لطف و مہر کی تاثیر ہے

سید ادریس احمد عاجز عظیم آبادی

[1] ضرورتِ شعری کیلئے سرینگر کی بجائے سرنگر لایا گیا ہے۔ عاجز

صداقتِ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے دو آسمانی گواہ

چاند ـــــ اور ـــــ سورج

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفرپور بہار

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ❖ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

عیسائیت اور کمیونزم

دنیا کی قیادت و سیادت آج ان دو قوموں کے ہاتھ میں ہے جنہیں قرآن و حدیث اور بائیبل کی اصطلاح میں یاجوج ماجوج کہا گیا ہے۔ یعنی عیسائیت اور کمیونزم ـــ عیسائیت نے ایک کمزور انسان کو خدا قرار دے کر یہ نعرہ لگایا کہ "ان اللہ مسیح ابن مریم" کہ مسیح (نعوذ باللہ من ذالک) خدا ہے۔ اور یہ عقیدہ بنا لیا کہ خدا کو کانٹوں کا تاج پہنایا جا سکتا ہے۔ اسے صلیب پر لٹکا کر موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق عیسائیت کا یہ نہایت کمزور اور شرمناک تصور دیکھ کر خود عیسائیت میں ہی ایک قوم اٹھ کھڑی ہوئی جس نے کسی بھی تصور میں اللہ تعالیٰ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور یک نہ شد دو شد والا معاملہ ہو گیا۔ یہ وہ قوم ہے جو کمیونزم کی دلدادہ ہے۔ اور جس کا پہلا انقلابی تجربہ روس میں دکھایا گیا۔ جبکہ یہ ملک عیسائیت ہی کے زیرِ اقتدار تھا۔

آج کی عجائباتِ سائنس کی دنیا میں جو بھی نئی اہم ایجاد معرضِ وجود میں آتی ہے اس کا سہرا انہی دو اقوام میں سے کسی ایک کے سر ہوتا ہے۔ موجودہ دنیا کی باقی اقوام میں ایسی قوت و طاقت نہیں ہے کہ ان کا مقابلہ کر سکیں اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی نشاندہی سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِھِمَا کے جامع الفاظ میں دی تھی۔ ان کے لیے سیاسی اور اقتصادی اقتدار کے نتیجہ میں آج تمام دوسری اقوام ان کی گمراہ کن تہذیب، کلچر، تمدن اور ان کے عقاید دہریت سے متاثر در نگیں دکھائی دیتی ہیں۔ اور ان کی تقلید کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھنے لگ گئی ہیں اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ

آج ان لوگوں نے تسخیرِ کائنات کے حیرت انگیز کارنامے دکھائے ہیں اور چاند اور سورج کو چھونے کے لئے بڑے بڑے پروگرام مرتب کئے ہیں۔ بایں ہمہ اہلِ دل اب بھی اس بدیع السموات والارض اور بدیع العجائب خدا کے پروگرام کو دیکھ کر وجد میں آجاتے ہیں جو اس حی و قیوم خدا نے دورِ حاضرہ کے روحانی مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بنا رکھا ہے۔ ایک طرف یاجوجی و ماجوجی طاقتیں ہیں جنہوں نے زمین پر غلبہ پانے کے بعد کہا کہ آؤ آسمان پر تیر پھینکیں اور چاند اور سورج تک پہنچ جائیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا مامور یکہ و تنہا، مادی وسائل سے تہیدست بڑے یقین کے ساتھ چیلنج پر چیلنج دے رہا ہے کہ دیکھو بالآخر سچائی کی فتح ہو گی۔ اور روحانیت کے مقابلہ میں مادیت کا فریب دھواں بن کر اڑ جائے گا۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تائید و صداقت کے لئے چاند اور سورج میں ہی دو نشان رکھ دیئے۔ ایسے نشان ـــ کہ جس طرح دجالی فتنہ سے ڈرایا گیا تھا۔ اور ہر نبی اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈراتا آیا ہے اسی طرح ان دو نشانوں کے متعلق بھی بتا دیا کہ کسی مامور من اللہ کے لئے، جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشان نہیں دکھائے گئے۔ یہ صرف مہدی کے لئے ہی مقرر ہیں۔ تا غور کرنے والوں کے لئے دلوں میں اتر جانے والا ایک نشان ٹھہرے۔

یہ آسمانی نشان کس طرح پورے ہوئے؟ اور عالم الغیب خدا نے چودہ سو سال سے کس وضاحت کے ساتھ ان کی خبر دی تھی؟ اور علماءِ امت بلکہ غیر مذاہب تک نے کس شد و مد اور تواتر کے ساتھ اپنی کتب میں اسے درج کیا ہے؟ مختصر طور پر یہی اس مضمون میں بتانا مقصود ہے و باللہ التوفیق

قرآن مجید

کلام اللہ کی سورہ "القیامہ" میں فرمایا:-

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ یعنی جب نظر پتھرا جائے گی اور چاند کو گرہن ہوگا اور سورج اور چاند دونوں کو جمع کر دیا جائے گا۔ (یعنی ایک قریب عرصہ میں دونوں کو گرہن لگے گا) اس وقت انسان کہے گا کہ اب میں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں۔

مفسرینِ کرام

مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر و تشریح میں اختلاف کیا ہے کہ چاند اور سورج کے جمع ہونے سے کیا مراد ہے۔ چنانچہ مکرم مولوی ابوالجمال احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"سورج اور چاند کے جمع ہونے سے کیا مطلب ہے اس میں بھی بین المفسرین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سورج و چاند دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور اکثروں کا یہ مسلک ہے کہ چاند و سورج دونوں اکٹھے ہوں گے یعنی دونوں کی روشنی زائل ہو جائے گی"

(حکمت بالغہ صفحہ ۲۰۹)

مفسرین کا موخر الذکر مسلک ہی صحیح ہے جو اکثروں کا ہے کیونکہ:-

اوّل قرآن کریم کے دوسرے مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظامِ شمسی میں چاند اور سورج کا ظاہری طور پر جمع ہونا محال ہے۔ فرمایا لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَھَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ (یٰسین ع) کہ سورج چاند کو پکڑ نہیں سکتا۔ یعنی دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ مگر سورہ قیامہ میں فرمایا کہ جمع کئے جائیں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صفاتی یا معنوی لحاظ سے یہ دونوں ایک ہی حکم کے ماتحت آجائیں گے یا یہ کہ دونوں ایک ہی مہینہ میں گہنا جائیں گے اور بتایا کہ ایک ہی وقت میں دونوں کی روشنی زائل ہو جائے گی۔

دوم۔ اس پیشگوئی کی تفصیل و وضاحت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی موجود ہے کہ چاند اور سورج دونوں کو رمضان میں گرہن ہوگا۔ لہٰذا "اکثر" مفسرین کا مسلک ہی صحیح ہے۔ یہ حدیث آئندہ سطور میں پیش کی جاری ہے

سوم۔ اس زمانہ میں اس پیشگوئی نے پورا ہو کر بتا دیا ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے گویا خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اس کی تصدیق کر دی

صوفیاء عظام

حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ جو نواحِ دہلی میں ایک علاقہ کے رہنے والے بزرگ تھے آپ نے ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں ظہورِ مہدی کی علامت میں بعض پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اس قصیدہ میں بھی یہ نشان لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

ماہ را رو سیاہ مے نگرم
مہر را دلفگار مے بینم

یعنی میں چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں۔ اس شعر کا ترجمہ مولوی ضیاء الدین صاحب لاہوری اس طرح کرتے ہیں:-

ہوگا ظاہر اک بڑا چندر گرہن
متصل سورج گرہن کے ایک بار

اسی طرح ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد عبدالعزیز پیاروی نے از روئے الہامِ الٰہی فرمایا تھا ؎

در سن غاشی دو قران خواہد بود
از پئے مہدی و دجال دو نشان خواہد بود

یعنی ۱۳۱۱ ہجری میں سورج اور چاند کو اکٹھا ایک مہینہ میں گرہن لگے گا۔ اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجال کے درمیان امتیاز کرنے کا باعث ہوں گے۔

ہندو مذاہب

موعود اقوام عالم کی صداقت کیلئے نشان اس قدر عظیم الشان ہے کہ غیر مذاہب میں بھی یہ پیشگوئی کسی نہ کسی رنگ میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ہندو مذہب میں بتایا گیا ہے کہ

"چندر سورج ... ایک ... تم"

(بھاگوت پران شلوک ۱۱۲۰ ادھیائے ۲)

یعنی جب چاند اور سورج یک نکشتر میں جمع ہو جائیں گے تب ست یگ شروع ہو گا۔

عیسائی مذہب

آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے انجیل میں لکھا ہے کہ:-

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا ....
.... اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھایا جائے گا"

(متی باب ۲۴)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی اس پُر عظمت پیشگوئی کا ذکر غیر مذاہب میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں پایا جاتا ہے۔

حدیث شریف

قرآن کریم کی اس پیشگوئی کی وضاحت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی موجود ہے۔ یہ حدیث اپنے مضمون و بلاغت اور نکاتِ حکمت سے اس قدر عجیب ہے کہ بذاتِ خود یہ حدیث ایک اعجاز کا حکم رکھتی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(دارقطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

یعنی ہمارے مہدی کے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا (یعنی تیرھویں تاریخ میں۔ کیونکہ چاند کے گرہن کے لئے خدائی قانون قدرت میں تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تواریخ مقرر ہیں۔) اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔ (یعنی اسی رمضان کے مہینہ میں اٹھائیس تاریخ کو۔ کیونکہ سورج گرہن کے لئے قانونِ قدرت میں ستائیس اٹھائیس اور انتیس تواریخ مقرر ہیں)

سلف صالحین

سلف صالحین اور بزرگانِ امت نے بھی اس حدیثِ نبوی کو بہت اہمیت دی ہے چنانچہ ہر وہ تصنیف جس میں آخری زمانہ میں پوری ہونے والی علامات مندرج ہیں اس میں اس حدیث کا تذکرہ موجود ہے۔ چند کتب کے حوالے درج ذیل ہیں :-

۱۔ فتاوٰی حدیثیہ حافظ ابن حجر مکی مصنفہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین حجر الہیثمی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱

۲۔ احوال الآخرت۔ حافظ محمد لکھوکے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ ہجری

۳۔ آخری گت۔ مصنفہ مولوی محمد رمضان حنفی مجتبائی۔ مطبوعہ ۱۲۷۸ ہجری

۴۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ مصنفہ نواب صدیق حسن صاحب

۵۔ عقاید الاسلام مصنفہ مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی صفحہ ۱۳ مطبوعہ ۱۲۹۲ھ

۶۔ قیامت نامہ فارسی و علامات قیامت اردو مصنفہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی

۷۔ اقتراب الساعۃ۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب

۸۔ شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب بنام بحار الانوار۔ جلد ۱۳ صفحہ ۵۸ و اکمال الدین صفحہ ۴۷۶

وغیرہ وغیرہ

ان حوالہ جات سے جو مُشتے از خروارے کی حیثیت سے پیش کئے گئے ہیں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت سے قبل ظہور مہدی کے سلسلہ میں امتِ محمدیہ میں اس پیشگوئی کو ایک خاص عظمت حاصل تھی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اس انتظار میں تھا کہ کب یہ نشان آسمان پر ظاہر ہو۔ جس سے امام مہدی کے ظہور پذیر ہو جانے کی قطعیت ثابت ہو اور اس کی شناخت ہو سکے۔

پیشگوئی کا ظہور

۱۸۹۱ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مہدویت کا دعوٰے دنیا کے سامنے پیش کیا اور ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ ہجری میں پیشگوئی کے مطابق معیّنہ تاریخوں پر چاند اور سورج کو گرہن ہوا۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے نہایت تحدّی اور حلفیہ بیانات کے ساتھ بار بار اور مختلف زبانوں کی تصنیفات اور اشتہارات میں اس پُر عظمت نشان کو اپنی صداقت کی تائید میں لوگوں کے سامنے پیش کیا

حلفیہ بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجّال اور کذّاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۲)

محدثین کرام

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث محدثین کے نزدیک بھی اس اعلےٰ پائے کی ہے کہ حدیث کے وقوع سے قبل کسی محدث نے اس پر جرح نہیں کی۔ اور نہ ہی اسے کسی نے کبھی موضوع قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس مہدی مسعود علیہ السلام نے اس صداقت کو چیلنج کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا اور فرمایا :-

" اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ انعام تمہاری نذر کریں گے۔ جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرا لو۔ ورنہ خدا سے ڈرو "

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵)

مخالف علماء اس چیلنج کے سامنے ایسے ڈھیٹ ثابت ہوئے کہ نہ تو اس چیلنج کے جواب میں کبھی کچھ لکھا اور نہ ہی خدا سے ڈر کر ایمان لائے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بُغض و کیں
زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے

ایک وضاحت

کتنی افسوسناک بات ہے کہ وہ قوم جو اس آسمانی نشان کے ظہور سے قبل سراپا انتظار بنی ہوئی تھی اور اس کے علماء اسی حدیثِ نبوی کا بار بار ذکر کرتے تھے اور منبروں پر کھڑے ہو کر بار بار خطبے پڑھتے تھے کہ امام مہدی کے ظہور کی یہ بڑی علامت ہے کہ رمضان المبارک میں چاند اور سورج کو گرہن ہوگا۔ لیکن جب یہ آسمانی نشان ظاہر ہو گیا۔ اور دو آسمانی گواہوں نے اپنی گواہی ادا کر دی تو یہی علماء ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ اور کہنے لگے کہ اجی گرہن تو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔ اس عذر کا جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :-

" جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اسی کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہے۔ اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی ہونا چاہیئے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی موعود ہونے کا دعوٰی کیا ہے اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف و کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہُوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض خسوف و کسوف ہزاروں مرتبہ ہُوا ہے اس سے بحث نہیں (مگر) نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت میں صرف ایک دفعہ ہُوا۔ حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ظاہر کر دیا۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۴)

پھر فرمایا :-

" چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صد ہا اشتہارات اور رسالے اردو فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے۔ اس لئے یہ نشان میرے لئے متعیّن ہُوا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۵)

نکاتِ معرفت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ علم غیب پر غلبہ صرف اللہ تعالےٰ کے انبیاء اور مرسلین کو ہی دیا جاتا ہے جبکہ یہ حدیث علم غیب کا مخزن ہے۔ اور ایک ایسی پُرعظمت پیشگوئی پر مشتمل ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پس ایسی پیشگوئی کو ٹھکرانا نہایت افسوسناک امر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

" درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی۔ اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے (۱) یعنی چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا۔ (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو۔ اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اول درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا کا مضمون صادق آسکتا ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۴)

مبارک دور

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی تائید کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ پُرعظمت نشان اس وقت ظاہر فرمایا جب حضور کی بعثت کے بالکل ابتدائی ایام تھے اور حضور نے اپنی جماعت کا نام بھی اس وقت تک جماعت احمدیہ نہیں رکھا تھا مگر اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد شدید ترین مخالفتوں کے باوجود خدائی وعدوں کے مطابق جماعتِ احمدیہ ترقی کرتی رہی اور آج دنیا کے کناروں تک بڑی مضبوطی سے پھیل چکی ہے اور ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کر رہی ہے۔ پس ایسے حالات میں اس نشان کے اوّلی مخاطب مسلمانوں کا فرض ہے کہ سنجیدگی سے ان باتوں پر غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" یہ ایک ایسا مبارک دور ہے کہ فضل اور جودِ الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے۔ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں بجز ایک کے سب عارِ اسلام اور بدنام کنندہ اس چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں ہیں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں۔ صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ کے رنگ میں ہوگا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲)

کسرِ صلیب

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی بعثت ایسے دور میں ہوئی جب مسلمان کثیر تعداد میں عیسائیت کو قبول کر رہے تھے۔ بعض بڑے بڑے علماء بھی عیسائیت میں داخل ہو چکے تھے۔

پادریوں کے مقابلہ کے لئے کسی عالم کو ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ تب ۱۸۹۳ء میں پادری آتھم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لگاتار پندرہ روز تک ایک تاریخی اور فیصلہ کن مناظرہ کیا جس کے آخر میں حضور نے ایک پُرہیبت نشان بھی پیش کیا۔ اور اس طرح حدیثِ نبوی کے مطابق صلیبی عقیدہ پر ایک ہی حربہ سے موت وارد کردی۔ یہ مناظرہ "جنگِ مقدس" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس موقعہ پر عیسائی پادری اور ان کے ہمنوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت کر رہے تھے۔ اور دجالی طاقتیں اپنے پورے جوبن پر تھیں۔ اسی زبردست روحانی جنگ کے موقعہ پر ۱۸۹۴ء میں چاند سورج کا گرہن حضور کی تائید میں ظاہر ہو گیا۔ اسی کی جانب حضور اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعوے کرتا ہو چاند اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا پڑا ہو اور نصاریٰ نے اپنی فتح کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں تو اس کی نظیر بھی بتلاویں۔ اور ہم ہر چہار نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتے ہیں۔"

(نور الاسلام صفحہ ۴۹)

ایک توارد

کسوف و خسوف کے متعلق حضرت محمد عبد العزیز صاحب پہاڑوی بزرگ کا وہ الہامی شعر بڑا ایمان افروز اور وجد آفریں ہے جو سند جہ بالا سطور میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں سورج اور چاند کو اکٹھا ایک ہی مہینے میں گرہن ہوگا۔ اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجال کے درمیان امتیاز کرنے کا باعث ہوں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے کچھ ہی قبل عیسائی پادریوں یعنی دجالیت کے ساتھ "جنگِ مقدس" مناظرہ کی وجہ سے مقابلہ شروع ہو گیا تھا اور شدید نوعیت اختیار کر چکا تھا۔ تب اس نشان کے ظاہر ہونے سے دجال اور مہدی کی اس الہامی شعر کے مطابق تعیین ہو گئی۔ اور یہ مقابلہ اب تک جاری ہے۔ اور بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

حرفِ انتباہ

اس مقابلہ میں اسلام کی فتح کے دن بہت قریب آ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال سفرِ یورپ کے موقع پر لنڈن کے ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اس آسمانی نشان کو پیش کیا اور آخر میں فرمایا:-

"پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی۔ اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے۔ اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا۔ اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے افسانہ سمجھیں گے مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

پس تیسری عالمگیر تباہی اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتدا ہوگی۔ اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے"

(امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ)

توحید کی فتح

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ انتباہ بنی نوعِ انسان کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج اقوامِ عالم یاجوج ماجوج کی مادہ پرستیوں اور دہریت سے اس لئے متاثر و مرعوب دکھائی دیتی ہیں کہ آج سائنسی ترقی اور چاند اور سورج تک پہنچنے کیلئے یاجوج ماجوج پیش پیش ہیں۔ حالانکہ اب ان کے زوال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ لہٰذا اقوامِ عالم کے لئے اب امن کی ایک ہی راہ ہے کہ وہ اس سورج اور چاند کی طرف متوجہ ہوں جو دو آسمانی گواہ بن کر مہدیٔ مسعود کی تائید کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سچائی کی فتح اب قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا۔ اور ایک مشتِ خاک کو رب العالمین سمجھا گیا۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدائے قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی ہیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا"

(تبلیغِ رسالت۔ جلد ششم)

ایک اہم ذمہ داری

ان حالات میں جماعت احمدیہ پر ایک اہم ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس ذمہ داری سے بہترین طور پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرما دے۔

اس ذمہ داری کو حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس الفاظ میں پیش کر کے اسی پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!!
ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں اور ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں۔ اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریکِ جدید کو جاری کیا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے۔ اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین"

(اسلام کا عالمگیر غلبہ صفحہ ۴۲)

بدر کی خصوصیات

1. حضرت مصلح موعودؓ نے دعا فرمائی ہے کہ جو بدر کی خدمت میں حصہ لے اللہ تعالیٰ اسے برکت پر برکت عطا فرمائے
2. خدا کی باتوں
3. خدا کے رسول کی باتوں
4. حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیمتی ارشادات
5. خلیفۂ وقت کے روح پرور اور زندگی بخش خطبات
6. حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و خیریت کے حالات
7. دائمی مرکز قادیان دار الامان کی خبروں
8. قیمتی تبلیغی و تربیتی اور بلند پایہ علمی مضامین سے لبریز ہوتا ہے۔

مینیجر بدر

"سلامتی کا شاہزادہ"

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں انبیاء بنی اسرائیل کے ذریعہ سے بائبل میں ایک کثیر تعداد میں مختلف صفات و علامات کے ساتھ پیشگوئیاں کرائی ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی حضرت یسعیاہ نبی کے ذریعہ سے یہ کرائی گئی ہے:-

"ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہُوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اس کے کندھے پر ہوگی۔ اور اس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہوگا۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہاء نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا۔ اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشے گا۔ رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی۔"

(یسعیاہ ۹: ۶-۷)

اس پیشگوئی میں آنے والے کی جن علامات و صفات کا بیان ہے ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ سلامتی کا شاہزادہ ہوگا۔ اس پیشگوئی کو ہمارے عیسائی بھائی بجائے اس کے اصل مصداق یعنی آنحضرت پر چسپاں کرکے آپ کی صداقت کو قبول کرنے کے حضرت مسیح ناصریؑ پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کیا کرتے ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اس میں آنے والے موعود کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ "سلامتی کا شاہزادہ" ہوگا یعنی اس کی جان اور تعلیم اور مرکز دشمنوں کے مخالفانہ منصوبوں اور کوششوں کے شر سے امن میں رہیں گے۔ اور وہ ان کو مٹا نہ سکیں گے۔ مگر بقول عیسائی بھائیوں کے حضرت مسیحؑ کی جان یہود سے محفوظ نہ رہی وہ ان کو صلیبی لعنتی موت مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت مسیحؑ کا مرکز یروشلم دشمنوں کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہُوا۔ ایسا ہی ان کی تعلیم بھی محفوظ نہ رہی۔ پولوس نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا۔ اور خود عیسائی بھائیوں نے اس میں ردّ و بدل کر دیا۔ اور حضرت مسیحؑ کی اپنی پیشگوئی کے مطابق ان کی تعلیم کے میٹھے دانوں میں کڑوے دانے ملا دیئے گئے اس طرح ان کی تعلیم بھی اصل حالت میں قائم نہ رہی۔ غرضکہ ان کی تینوں چیزوں جان، مرکز اور تعلیم میں سے ایک بھی چیز محفوظ نہ رہی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ناصری حضرت یسعیاہ نبی کی مذکورہ پیشگوئی کے قطعاً مصداق نہیں بلکہ اس کا مصداق کوئی اور ہی نبی ہے اور وہ آنحضرت صلعم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان کی سلامتی و حفاظت کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی واللّٰہ یعصمک من الناس کہ اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور وہ آپ کو ہلاک کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ کفار مکّہ نے لگاتار اور متواتر ایک لمبے عرصہ تک آپ کو ہلاک کرنے کے لئے کوششیں کی تھیں مگر وہ اس بارہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایسا ہی مدینہ کے یہود نے منصوبے چلائے ان میں بھی ان کو ناکامی ہوئی۔ اور آپ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے اور طبعی وفات پائی۔

اسی طرح آپ کے مرکز کے متعلق خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا مَن دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کہ جو حرم کعبہ میں داخل ہوگا وہ محفوظ رہے گا چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی دشمنوں سے محفوظ رہے اور حرم بھی محفوظ رہا۔ آپ کی تعلیم کے متعلق فرمایا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کہ ہم نے قرآن کو اتارا ہے ہم ہی اس کی دائمی حفاظت کریں گے۔ اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن کو محفوظ رکھا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے ہزاروں حفاظ ہر زمانہ میں پیدا کر دئے اور وہ ہر قسم کی تحریف سے پاک رہا اور اس جہت سے بھی آپؐ سلامتی کا شاہزادہ ثابت ہوئے۔ غرضکہ آپؐ کی جان آپؐ کا مرکز اور آپ کی تعلیم تینوں محفوظ و سلامت رہے۔ اور یوں نمایاں طور پر آپؐ اس پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوئے۔ عیسائی بھائی اگر صداقت کے طالب ہیں تو ان کے لئے آپ کی صداقت کو جان لینا کچھ بھی مشکل نہیں

ہمیں اپنے عیسائی بھائیوں پر بڑا تعجب آتا ہے کہ وہ حضرت مسیحؑ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی طرح بھی اس کے مصداق نہیں کیونکہ تین چیزوں میں سے ان کی ایک چیز بھی محفوظ نہ رہی تھی یہود نے ان کو صلیب پر ہلاک کر دیا۔ مرکز کو طیطس رومی نے تباہ کر دیا۔ اور ان کی تعلیم کو انہوں نے خود بگاڑ دیا۔ لیکن آنحضرت صلعم کی تینوں چیزیں محفوظ رہیں۔ دشمن آپ کو ہلاک نہ کر سکے۔ آپ نے طبعی وفات پائی آپ کا مرکز بھی محفوظ رہا۔ کوئی دشمن اسے تباہ نہ کر سکا۔ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن کریم بھی محفوظ رہی۔ اور دشمن اسے مٹا نہ سکا۔ یہ تینوں صفات و علامات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام میں مفقود ہیں۔ اور یہ تینوں علامات آنحضرت صلعم میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ پس اصل مصداق کو چھوڑ کر حضرت مسیحؑ کو اس کا مصداق قرار دینا بعید از انصاف ہے۔

عیسائی بائیبل کی منادی کرنے اور اسے تمام دنیا میں گھر گھر پہنچانے کے لئے اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے تو اور بات ہے لیکن اگر یہ سب کچھ اس غرض سے ہے کہ ان کو خدا کی خوشنودی حاصل ہو جائے اور وہ مرنے کے بعد دائمی راحت و سکون حاصل کر سکیں تو پھر ان کو سوچنا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اس کے غیر مصداق کو اختیار کرکے اور اس کے اصل مصداق کو ترک کرکے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے یہ بات یقیناً خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور ان کی یہ روش ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہ سکتی۔ یقیناً وقت آنے والا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کی مرضی قائم ہوگی۔ اور اس پیشگوئی کے اصل مصداق کو اس کا مقام حاصل ہوگا اور دنیا کو حقیقی سلامتی و امن بھی اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوگا۔ کیونکہ وہی سلامتی کا بادشاہ ہے۔ اسی کے ذریعہ سے دنیا میں امن و امان پیدا ہوگا۔ اور وہ حقیقی سلامتی سے ہمکنار ہوگی۔ اس کے بغیر وہ اسے حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہی اللہ کی منشاء ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی منشاء کو اختیار کرتا ہے۔ اور اس کے بھیجے ہوئے مبارک وجود سے مستفید ہوتا ہے۔ دنیا کی دولتیں اور حکومتیں زوال پذیر ہیں۔ حقیقی دولت وہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے کھڑا کرتا ہے۔ اور پھر اسے دوام بخشتا ہے۔ اور اسے لوگوں کے لئے راحت و رحمت کا باعث بنا دیتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا خادم نبی کھڑا کیا ہے۔ اور دنیا کے امن کا قیام آپ کی ذات اور وجود مبارک سے وابستہ کر دیا ہے۔ اس کے لئے بھی اس نے ان تینوں باتوں کا وعدہ دیا ہے۔ فرمایا واللّٰہ یعصمک من الناس کہ اے مسیح موعود اللہ خود لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا اور تیری جان سلامت رہے گی۔ (تذکرہ) مرکز کے متعلق فرمایا

"یاد رہے کہ مقام امن انجمن کا ہمیشہ قادیان ہوگا کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

(الوصیت)

نیز فرمایا:-

"وہ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لے گا۔ اور یہ کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اور فرمایا

اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار

میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا بچاؤں گا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا (تذکرہ صفحہ ۵۹۴)

اور تعلیم تو کتب کے اندر طبع کرا کر محفوظ کر دی اور فرمایا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ) نیز فرمایا

"اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے"

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۱۴۳)

سو خدا تعالیٰ کی اسّی سالہ محققی حفاظت اس بات کی واضح اور روشن شہادت پیش کر رہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو کما حقہٗ پورا فرما دیا ہے، اور آئندہ بھی وہ اسے پورا کرتا چلا جائے گا۔ اور آپؑ کے ذریعہ سے دنیا میں امن و سلامتی قائم کرے گا اس کے بغیر امن کے قیام کی ہر قسم کی مساعی ناکام رہیں گی۔ اور دنیا آخر کار اس آواز کی طرف متوجہ ہوگی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اٹھی ہے۔ سلامتی کے شاہزادہ کا پیغام گھر گھر پہنچے گا۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہوگا اور ساری دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ جیسا کہ صدرِ اسلام میں بنی تھی۔

تشکر و اعتذار

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ادارہ بدر حسب سابق اس مرتبہ بھی اپنے معزز قارئین کی خدمت میں جلسہ سالانہ نمبر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ باوجود گوناگوں مشکلات کے ہماری کوشش رہی ہے کہ بدر کا یہ خصوصی شمارہ گذشتہ شماروں کی نسبت ہر لحاظ سے ایک جداگانہ حیثیت کا حامل ہو۔ اپنی حقیر مساعی میں ہم کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں اس کا فیصلہ ہمارے قارئین ہی فرمائیں گے

بدر کی اس خصوصی اشاعت کے لئے ہماری درخواست پر جن کرمفرماؤں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی نگارشات سے نوازا ادارہ ان کا تہ دل سے ممنون ہے۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء اور جن کے مضامین عدم گنجائش کے باعث شائع نہیں ہو سکے ان سے معذرت خواہ

موجودہ زمانہ کے متعلق اِنذاری پیشگوئیاں

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی

مذہبی اور دھارمک کتابوں میں متفقہ طور پر تین اہم امور کا تذکرہ ہے جو موجودہ دنیا کے لئے قابل غور ہیں

اوّل یہ کہ اس دنیا پر ایک ایسا تاریک وقت آنے والا ہے جب بدیوں اور بدکاریوں کا دور دورہ ہوگا۔ لوگوں کی اکثریت خدا تعالےٰ سے منہ موڑ کر بدیوں کی طرف مائل ہو جائے گی

دوئم۔ ایسا تاریک وقت آنے پر خدا کا ایک مامور اور مصلح ظاہر ہوگا جو لوگوں کو خدا کا رستہ دکھائے گا۔ بدیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں پر عمل کرنے کی تلقین کرے گا

سوئم دنیا دار اور تاریکی کے فرزند اس مامور ربانی اور مصلح کا انکار کریں گے جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا پر کئی قسم کے عذاب آئیں گے

چنانچہ دنیا کے مشہور مذاہب ہندومت، عیسائیت اور اسلام کی مقدس کتابوں میں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ مذکورہ تینوں امور کا ذکر ہے

میرے آج کے مضمون کا تعلق چونکہ صرف امر سوئم سے ہے اس لئے اسی کے بارہ میں کچھ تفصیلی عرض کروں گا۔ دھارمک پستکوں میں آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس موعود مصلح کی آمد پر دنیا میں شدید قسم کے عذاب ظاہر ہوں گے۔ وجہ یہ کہ دنیا کا بیشتر حصہ مادیت میں مبتلا ہوگا۔ وہ اس مصلح کا انکار کریں گے۔ چونکہ اس مصلح کا پیغام عالمگیر ہوگا اس لئے اس کے انکار کے بعد عالمگیر رنگ میں دنیا میں عذاب بھی آئیں گے۔

چنانچہ یہ انذار لوقا باب ۱۷ و ۲۱۔ حزقیل باب ۳۹۔ بھوشیہ پران۔ احادیث اور قرآن مجید میں تفصیل سے موجود ہے۔

قرآن مجید نے تو آخری زمانہ کے متعلق بکثرت عذابوں کی خبر دے رکھی ہے جو جنگ اور زلزلوں کی صورت میں رونما ہوں گے چنانچہ سورۂ حج میں اس عذاب کو زلزلۃ الساعۃ کا نام دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"اے لوگو! تم اپنے خدا سے ڈرو (کیونکہ فیصلہ کرنے والا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے (یہ گویا آخری مصیبت ہوگی جو دنیا کے جھگڑوں کا فیصلہ کر دے گی) جس وقت تم اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی عورت جس کو وہ دودھ پلا رہی ہوگی اُسے بھول جائے گی اسی طرح حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بدمستوں کی طرح ہوں گے۔ حالانکہ وہ بدمست نہ ہوں گے (بلکہ دیوانے بن جائیں گے) کیونکہ اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔"

قرآن مجید نے یہ بھی پیشگوئی کی ہے کہ یاجوج اور ماجوج کے نام سے دو قومیں آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گی جو انبیاء تو انبیاء خدا کا بھی انکار کر دیں گی۔ اور دنیا میں دہریت کا فتنہ پھیلانے والی ہوں گی۔ اور اس زمانہ میں ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کا بھی ظہور ہوگا۔ اور ذوالقرنین سے اس زمانہ کے لوگ کہیں گے کہ

"یاجوج اور ماجوج دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں پس کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ خراج مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک روک بنا دیں" (سورۂ کہف)

پھر قرآن مجید نے یہ بھی خبر دی ہے کہ یہ دو قومیں دو دھڑوں کی صورت اختیار کر لیں گی اور ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہوں گی۔ قرآن مجید نے یہ بھی خبر دی ہے کہ بالآخر یہ دونوں دھڑے ہمارے عذاب کی بنا پر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جیسا کہ سورہ رحمٰن رکوع ۲ میں فرمایا:۔

"اے دونوں زبردست طاقتو! ہم تم دونوں کے لئے فارغ ہو رہے ہیں (یعنی کچھ دن تم کو مہلت دے رہے ہیں۔ پھر بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے اے جنّ و انس کے گروہ (یعنی امراء اور عوام کے گروہ۔ چنانچہ آجکل ایک طرف امراء کا گروہ ہے یعنی کیپٹلزم جس کی نمائندگی امریکہ اور انگلستان کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف عوام کا گروہ یعنی کمیونزم ہے جس کی نمائندگی روس اور چین کرتے ہیں) اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو ذرا نکل کر دکھا دو۔ اور ہمارے عذاب سے بچ سکتے ہو تو بچ کر نکل جاؤ۔ لیکن یاد رکھو تم ہرگز ہمارے تسلط سے باہر نہ نکل سکو گے۔ یعنی جدھر بھی جاؤ گے ادھر ہی ہمارا تسلط ہوگا اور عذاب شدید کے اندر راکھ ہو جاؤ گے۔ تم پر عذاب کے خطرناک شعلے گرائے جائیں گے۔ اور تانبا بھی گرایا جائے گا۔ پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آ سکتے"

ان آیات میں ذوالقرنین (مسیح موعود) کی آمد پر فتنہ و فساد بپا کرنے والے انہی دو گروہوں کا ذکر ہے جن کو پہلے یاجوج اور ماجوج کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور ان آیات میں یہ بھی تشریح کر دی ہے کہ یہ دو گروہ مختلف گروپوں کے لیڈر اور نمائندے ہوں گے۔ اور مختلف قسم کی ایجادات کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ دونوں پارٹیاں ایسے راکٹ اور سپتنک تیار کریں گی جن سے بلند آسمانی سیاروں تک پہونچ سکیں۔ اور ان میں آباد ہو سکیں۔ مگر خدا یہ بھی اطلاع دیتا ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ یعنی ان سیاروں میں سکونت اور آبادی کا پروگرام پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے گا اور بالآخر یہ ایک خطرناک اور مہیب جنگ میں مبتلا ہوں گے جس میں بموں کا استعمال ہوگا اور اس جنگ میں یہ تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔

قرآن مجید نے اس بڑے عذاب کا ذکر طامۃ الکبریٰ اور بطشۃ الکبریٰ کے الفاظ سے بھی کیا ہے۔ چنانچہ سورۂ دخان رکوع ۱ میں فرمایا:۔

"تم اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان پر کھلا کھلا دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ خطرناک اور دردناک عذاب ہوگا اس دن ہم تم کو بطشۃ الکبریٰ یعنی بڑی گرفت میں لے آئیں گے اور اس دن تم پر کھل جائے گا کہ ہم انتقام لینے پر قادر ہیں"

اس آیت میں ان بموں کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے جن کے پھٹنے سے آسمان پر دھواں ہی دھواں چھا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۂ رحمٰن میں یہ الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں کہ:۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ

کہ تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔

شواظ اور نحاس میں ان آتش گیر تباہ کن اشیاء کا ذکر ہے جو آجکل ایجاد ہوچکی ہیں۔ مثلاً عام بم۔ نیپام بم۔ ایٹم بم۔ دھماکے والے بم۔ ہینڈ مائنز اور ہر قسم کی زہریلی گیسیں۔ کیونکہ شواظ کے اصل معنی ہیں ایسا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو اور اس کے معنی سخت آواز کے بھی ہیں۔ یعنی ایسی چیخ اور سخت آواز جو اپنے ساتھ آگ لئے ہوئے ہو جیسے سکریمنگ بم ہیں جو گرتے وقت آواز نکلتی ہے۔ اور نحاس کے معنی ہیں ایسا دھواں جس میں شعلۂ آگ نہ ہو۔ اس سے مراد زہریلے دھوئیں اور بدن کو جلا دینے والی گیسیں ہیں۔

نحاس کے معنی ان شراروں اور ریزوں کے بھی ہیں جو گرم لوہے کو ہتھوڑے سے کوٹتے وقت گرتے ہیں۔

ان معنوں کے لحاظ سے اس سے مراد وہ ریزے اور ٹکڑے ہیں جو طیارہ شکن توپوں کے گولوں کے فضا میں پھٹنے سے نیچے زمین پر گرتے ہیں اور جن کے لگنے سے انسان مر جاتا ہے۔ اور سابقہ جنگوں میں بے شمار اموات اس کے ذریعہ ہو چکی ہیں۔

سورۂ رحمٰن میں یہ بھی بتایا ہے کہ اس عذاب کی وجہ یہ ہوگی کہ اخلاقی جرائم بڑھ جائیں گے۔ اور ایسے لوگوں کی شکلیں اور صورتیں اور ان کے اعمال و اقوال خدا تعالےٰ سے بے تعلق ہونے کا ثبوت دیں گے

پھر اسی سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ خدا سے قطع تعلق کرنے والے لوگ جو خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی تدابیر کے ذریعہ امن قائم کر لیں گے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ان کے لئے جہنم کی آگ ہر وقت تیار رہے گی اور اس سے وہ خائف رہیں گے

چنانچہ دنیا میں دو خوفناک اور بھیانک جنگوں کے بعد قیام امن کے لئے لیگ آف نیشنز اور یونائیٹڈ نیشنز کا قیام کیا گیا۔ لیکن امن قائم ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ دنیا پھر ایک خوفناک جنگ کے کنارے کھڑی ہے۔

ہمارا یہ یقین ہے کہ موجودہ دنیا پر جو عذاب اور بھیانک مصائب آ رہے ہیں یہ گویا مقدس کتابوں کا بیان کردہ زمانہ آ چکا ہے۔ اور ان عذابوں سے پیشتر اس موعود مصلح کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ موعود مصلح سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا وجود باجود ہے۔ اس ربانی مصلح نے خدا سے غافل اور گناہ آلود دنیا کو ان الفاظ میں ڈرایا:۔

"یہ زمانہ جامع کمالات اخیار و کمالات اشرار ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گذشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں تمام گزشتہ عذاب جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں کوئی قوم طاعون سے مری کوئی قوم صاعقہ

سے اور کوئی قوم زلزلہ سے اور کوئی قوم پانی کے طوفان سے اور کوئی قوم آندھی کے طوفان سے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ان عذابوں سے ڈرنا چاہیئے اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں۔ کیونکہ اکثر لوگوں میں یہ تمام مواد موجود ہے۔ محض حلم الٰہی نے مہلت دے رکھی ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۱)

تاریکی کے فرزندوں اور مادہ پرست دنیا نے اس مصلح کی تکذیب کی۔ اور اس کے انذار کو محض ڈھکوسلا خیال کیا۔ اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے موجودہ دنیا پر، جو سرتا پا بدیوں میں غرق تھی اور اس کی یاد سے بالکل غافل تھی اپنے قہری نشانات کا ظہور کیا۔

مامور وقت اور مصلح زماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پاکر ان قہری عذابوں سے جو دنیا میں ظاہر ہونے والے تھے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ یہ عذاب مختلف بیماریوں، وباؤں، زلزلوں اور جنگوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں آپ نے ایک خوفناک جنگ کی پیشگوئی کی تھی جو ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ سے پوری ہوئی۔

اس پیشگوئی میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ وہ مصیبت دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والی ہوگی اور اس قدر نفوس ہلاک ہوں گے کہ خون کی ندیاں چلیں گی اور مسافروں پر بھی وہ وقت سخت مصیبت کا ہوگا۔ اور اس جنگ میں شامل ہونے والے ایک بادشاہ کے انجام کا خاص طور پر ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

یعنی اگرچہ اس جنگ کا اثر چھوٹے اور بڑوں پر پڑے گا لیکن زار روس کے لئے وہ گھڑی سخت ہوگی۔ اور اس میں وہ ایسا باحالِ زار ہوگا کہ تمام دنیا پر اس کی زاری عیاں ہو جائے گی۔

چنانچہ ۱۹۱۷ء میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور زارِ روس کی حالت ہی صرف قابلِ زار نہیں ہوئی بلکہ زاریت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ پھر حضور نے ۱۹۰۶ء میں زلازل اور دوسرے انسانی مصائب کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مہیب جنگ کے متعلق ان الفاظ میں ذکر فرمایا:-

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں
اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں
اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی
مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا
میں شہروں کو گرتے دیکھتا اور آبادیوں
کو ویران پاتا ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

اور اس تباہی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"زمین پر اس قدر تباہی آئے گی
کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا
ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور
اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے
گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی"

(حقیقۃ الوحی)

چنانچہ ۱۹۳۹ء میں جو خطرناک جنگ ہوئی وہ اس قدر خوفناک اور مہیب تھی کہ بڑے بڑے شہر کھنڈرات کا ڈھیر بن گئے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں پیوندِ خاک ہوگئیں۔ جاپان کے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی کو ایٹم بموں کے ذریعہ تباہ و برباد کر دیا گیا۔

اہلِ ہند کے متعلق خصوصیت سے فرمایا:-

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک
کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے
نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے
آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ
تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا
غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر
رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے
وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو
اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ
کہ زندہ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

پھر آپ نے ۱۹۰۷ء میں فرمایا:-

"دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہ کرے گی تو دنیا میں سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ آخر یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے"

(پیغام صلح)

اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں کہ آجکل دنیا کے ہر گوشہ سے تباہی و بربادی کی خبریں آرہی ہیں۔ کہیں تو نہایت خیز زلزلوں کے جھٹکوں سے آن کی آن میں بیشمار انسان صفحۂ ہستی سے مٹ رہے ہیں کہیں سمندری طوفان تباہی مچا رہے ہیں کہیں ندی نالے طغیانی میں آکر تباہی اور بربادی کا ہولناک منظر پیش کر رہے ہیں۔ کہیں بیماریاں وبائی صورت اختیار کر رہی ہیں۔ سیلابوں کی روک تھام کے لئے بڑے بڑے ماہر انجینئر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بند باندھتے ہیں۔ اور حکومت نیز عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے سیلاب کی روک تھام کر لی۔ اور اب کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن جب اگلا سیلاب آتا ہے تو وہ اپنی تیزی اور تندی میں پہلے سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور آئے دن بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام نوحؑ کا زمانہ ہماری نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔

کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ہمالیہ کے نیچے جو ناٹک ساگر بند بنایا گیا تھا پچھلے سال کی بارش میں اس کا جو حشر ہوا وہ بڑا ہی قیامت خیز تھا۔ پانی کا جب زور ہوا تو اس مضبوط اور کنکریٹ سے بنے ہوئے بند میں سو سو فٹ چوڑے شگاف بن گئے۔

گنگا اور جمنا ندیوں میں اس قدر سیلاب آیا۔ کہ اتر پردیش سے لے کر راجستھان تک پانی کی طوفانی روانی نے انسانی تدبیروں کو ختم کر دیا۔ جودھپور میٹر گیج سیکشن پر ایک ٹرین پانی کے درمیان پھنس گئی۔ اور اس کے ۵۰۰ مسافر سازو سامان سمیت سیلاب کی نذر ہوگئے

طوفان و سیلاب کے سلسلہ میں یہ معمولی سی مثال ہے۔ روز جدھر بھی نظر ڈالو دنیا کے ہر گوشہ سے تباہی و بربادی کی خبریں آرہی ہیں۔ اور عالمگیر قسم کے آسمانی عذابوں نے دنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور سچ مچ نوحؑ اور لوطؑ کے عذابوں کا زمانہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔

جنگ و جدل۔ آگ اور خون۔ فسادات قحط۔ غذائی تکالیف۔ رہنے سہنے کی مشکلات مالی و تجارتی بحران۔ اقتصادی پریشانیاں۔ یہ سب مختلف قسم کے عذاب ہیں جن کے خاتمہ کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ ہر روز ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ان عذابوں سے جیسا کہ مصلح ربانی نے بتایا ہے ہم اپنی ظاہری تدبیر سے نہیں بچ سکتے بلکہ ان سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے جو حضور نے ان الفاظ میں بتایا ہے ؎

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

اگر لوگ خدا کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اور اپنی اصلاح نہیں کریں گے تو ان عذابوں سے نجات نہیں پا سکتے

ان عذابوں سے جو مقدس کتابوں کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہو رہے ہیں۔ بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ کے آگے سرِ تسلیم خم کریں۔ ورنہ ہماری زندگی کا عمل بیکار، اور ہمارے فکروں کا ہر لمحہ گمراہی و ضلالت ہے اور اس صورت میں ان عذابوں میں کمی کا کوئی امکان نہیں بلکہ یہ عذاب روز بروز بڑھتے جائیں گے۔

پس اب صرف ایک ہی راہِ نجات ہے کہ ہم تہِ دل سے اس خدا کے آگے گریں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں سے خدا کے آگے جھک جائیں۔ اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دیں۔ اس کی محبت اور اس کے عشق کی شرابِ ارغوانی کے جام پر جام پیتے جائیں حتیٰ کہ مست ہو جائیں۔ اور پھر کچھ اس طرح زاری کریں اور اس طرح تڑپیں کہ اس رحیم خدا کو ہم پر رحم آجائے اور وہ ہمیں بھی اپنے پیاروں کی طرح اپنی گود میں اٹھا لے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دیکھو آج میں نے تبلادیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں، میری طرف سے نہیں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا۔ تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی . . . .

ورنہ وہ دن آتا ہے جو انسانوں کو دیوانہ کر دے گا"

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو نیک اور پاک دل ہیں کہ ان پر اللہ کا سایہ ہوگا۔ اور خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

موصی صاحبان توجہ فرمائیں

بھارت کے جملہ موصی صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء (۱۳ فتح ۱۳۴۷ ہش) کو موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ پورے ہو چکے ہیں اور صرف چار ماہ باقی ہیں موصی صاحبان اپنی ادائیگیوں کا جائزہ لیں دفتر ہذا کی طرف سے سات ماہ کا حساب تمام موصیوں کی خدمت میں بھجوا دیا جا چکا ہے۔ اس سے بھی سابق ادائیگی اور بقایا کا اندازہ ہو سکے گا۔ جملہ موصی صاحبان کوشش فرمائیں کہ موجودہ مالی سال کا پورا چندہ اپریل ۱۹۶۹ء کے آخر تک ادا ہو جائے۔ تاکہ احباب کے بقایا کی وجہ سے مرکز کو جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان سے مرکز بچ جائے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

رحمۃ للعالمین صلعم کا بے پایاں جذبۂ شفقت علیٰ خلق اللہ

بلحاظ تعلیم و تعامل غیر مسلموں سے آپ کا روادارانہ سلوک

خورشید احمد انور

بعثتِ انبیاء کا مقصد

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء بنی نوعِ انسان کے لئے امن و آشتی کے پیغامبر ہوتے ہیں۔ ان کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جب انسانیت جبر و استبداد اور ظلم و تشدد کی بیڑیوں میں جکڑی ہوئی مظلومیت کا شکار ہو رہی ہوتی ہے۔ ہر سو لوٹ مار اور قتل و غارتگری کا بازار گرم ہوتا ہے اور دنیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الزمر : ۴۱) کا ہولناک نظارہ پیش کرنے لگ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اقتدار کے نشہ میں بدمست درندہ صفت انسانوں کے ان ننگِ انسانیت اور وحشیانہ مظالم کی تاب نہ لا کر معاشرے کا یہ نیم مردہ لاشہ بے اختیار کراہ اٹھتا ہے اور کسی ایسے مجسمۂ رحم و کرم کو چیخ چیخ کر پکارنے لگ جاتا ہے جو اسے ظلم و بغاوت کی ان تاریک ترین اور دردناک راتوں سے نکال کر امن و سلامتی کی پُرنور وادیوں میں لا بسائے۔ تب خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے فرستادوں کو مبعوث فرماتا ہے تاکہ جسمانی و روحانی اعتبار سے وہ اپنے بندوں کو معاشرے کی غلامی سے نجات دلائے اور پھر سے انہیں توحیدِ کامل پر مجتمع کر دے۔

سیّد الانبیاء کی بعثت

اللہ تعالیٰ کی اس قدیمی سنت کے ماتحت ہر زمانہ اور ہر قوم میں اس کے فرستادے آئے اور ہر دور میں انسان کے ذہنی ارتقاء کے مطابق خدا تعالیٰ نے اپنی تجلیات کا ظہور فرماتا رہا تا آنکہ وہ وقت بھی آ گیا جب ایک طرف انسان ذہنی و شعوری اعتبار سے ارتقاء کے بلند ترین مقام پر پہنچ گیا تو دوسری طرف ضلالت و گمراہی اور ظلم و استبداد کی گھنگھور گھٹائیں اپنے پورے جوبن کے ساتھ آسمانِ روحانیت پر چھا گئیں اور مطلعِ توحید مکدر ہو گیا۔ تب فاران کی چوٹیوں سے ایک شمسِ منیر طلوع ہوا جس کی ظلمت پاش ضیا باریوں سے عالمِ روحانیت بقعۂ نور بن گیا۔ عرب کی سنگلاخ اور بے آب و گیاہ بنجر سرزمین میں پیدا ہونے والا آمنہ کا لال "رحمۃ للعالمین" بن کر تمام دنیا پر ابرِ کرم کی طرح چھا گیا اور اپنی رحمت و شفقت کے بحرِ ناپیدا کنار سے ہر ایک کو سیراب کر گیا۔

سیرۃ النبیؐ کے دو پہلو

خورشیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے دو محوروں کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ سیرتِ نبوی کے یہ دونوں پہلو جنہیں ہم بجا طور پر آپؐ کی بعثت کے مقصد کا نقطۂ مرکزی کہہ سکتے ہیں اتنے شاندار اور انسانی نظروں کے لئے اتنے خیرہ کن ہیں کہ انسان حیرت زدہ ہو کر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

انسانِ کامل اور سید الانبیاء ہونے کی حیثیت سے جہاں آپؐ نے تعلق باللہ میں ایک بلند ترین مقام حاصل کیا وہاں شفقت علیٰ خلق اللہ میں بھی آپ تمام انبیاء گزشتہ سے سبقت لے گئے حتیٰ کہ عرشِ الٰہی سے آپؐ کو یہ خطاب دیا گیا کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم ع) یعنی اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ ایک بلند ترین خلق پر قائم ہیں اور مکارمِ اخلاق کی جملہ اقسام آپ کے وجودِ مسعود میں جمع ہیں۔ خود ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گواہی دی کہ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" یعنی جس طرح تمام درجہ کے لوگوں کے لئے قرآن کریم ایک کامل اور اتم شریعت کا حامل ہے اسی طرح آپ کی ذات ستودہ صفات ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے کامل اور اتم نمونہ تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی جبکہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا تھا کہ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب۔ ۲۲) یعنی تمہارے لئے رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود ہر شعبۂ زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے ؎

زہے خلقِ کامل زہے حسنِ تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

جذبۂ شفقت علیٰ خلق اللہ

اس موقعہ پر آپ کے اخلاقِ بے پایاں میں سے صرف ایک حصہ بیان کرنا مقصود ہے۔ یعنی یہ کہ بلحاظِ تعلیم و تعامل آپ نے غیر مسلموں سے کیا روادارانہ سلوک کیا تاکہ ہم اپنے اس دعویٰ کو واقعات اور حقائق کی روشنی میں ثابت کریں اور تا غیروں پر بھی یہ امر روشن ہو جائے کہ ہمارے پیارے آقا (فداہ نفسی) کا جذبۂ ترحم ان کے لئے کس قدر وسیع تھا اور یہ کہ آپ فی الواقع رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ تھے۔

قارئین کرام! مذہبی تعصب، اور قومی تنگ نظری صرف موجودہ زمانہ کی پیداوار نہیں بلکہ ماضی کا ہر دور اس قسم کی ذہنی و نظریاتی کشمکش سے پُر نظر آتا ہے۔ ظہورِ اسلام سے قبل نہ صرف غیر مہذب بلکہ مہذب اقوام میں بھی مذہب اور کلچر کو جبر و اقتدار کے بل بوتے پر دوسروں پر ٹھونسنا کس قدر عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے بیان سے ہو سکتا ہے۔

ظہورِ اسلام سے پہلے دیگر اقوام کی ذہنیت

دنیا میں رومی سلطنت بڑی مہذب اور متمدن سمجھی گئی ہے مگر مذہب و تہذیب کو دوسروں پر زبردستی ٹھونسنے کے بارے میں اس کے بلند مرتبہ افراد کس قسم کے خیالات رکھتے تھے مشہور یورپین مؤرخ "لیکی" اپنی تحقیق تاریخ اخلاق یورپ میں لکھتا ہے کہ جب شہنشاہ روم اگسطوس تخت نشین ہوا تو اس وقت مشہور رومن فاضل جومیسنس نے اسے نصیحت کی کہ

"ہمیشہ اور ہر مقام پر اپنے ملک کے دستور کے بموجب اپنے دیوتاؤں کی عبادت کرنا اور دوسروں کو بھی اس امر پر مجبور کرنا۔ جو لوگ نئے نئے مذہب پھیلانا چاہتے ہیں انہیں سخت سے سخت سزائیں دینا ...... سچے خداؤں کے منکروں اور دین میں ایچ پیچ پیدا کرنے والوں کے ساتھ ہرگز کبھی رواداری کا برتاؤ نہ کرنا۔"

(ترجمہ تاریخ یورپ جلد اول صفحہ ۳۳۹)

دنیا کے وہ حصے جن پر عیسائی حکمران قابض تھے وہاں بھی مذہب کے نام پر مظلوم اور بے کس عوام کو جس دردناک طریقے سے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا جاتا رہا ہے وہ کسی بھی عقلمند اور صاحبِ بصیرت انسان کے لئے تازیانۂ عبرت سے کم نہیں۔ مشہور محقق ڈریپر نے اصحابِ کلیسا کی ذہنیت کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے کہ اس وقت :-

"مذہبی لوگوں میں عام رائے یہی تھی کہ لوگوں کو انہیں باتوں پر ایمان رکھنے کے لئے مجبور کرنا جائز ہے جن پر گروہ کثیر ایمان لا چکا تھا۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے سزا دینا بھی درست ہے" (ریویو $\frac{5}{12}$)

چنانچہ اصحابِ کلیسا کی یہی ذہنیت مشہور سائنسدان گلیلیو کی نظربندی کا باعث بنی۔ تا آنکہ مجبوراً اسے اپنے عقیدہ سے تائب ہونا پڑا۔ جارڈن کے عیسائی حکمران نے تیس ہزار یہودیوں کو صرف اس لئے جلاوطن کیا کہ انہوں نے حکومت کے رعب سے مرعوب ہو کر اپنا مذہب بدلنا منظور نہ کیا تھا۔ اسی طرح چھٹی صدی عیسوی کے درمیانی حصہ میں قیصر قسطنطنیہ نے یہ حکم جاری کیا کہ جو شخص کیتھولک مذہب کو اختیار نہ کرے گا اس کو کوئی سرکاری عہدہ نہ دیا جائے گا۔

اگرچہ اس بارہ میں اسی قسم کے اور بھی مستند اور ٹھوس ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں مگر عدمِ گنجائش مانع ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ ظہورِ اسلام سے قبل تنگ نظری اور تعصب سب جگہ اپنا کام کرتا نظر آتا تھا۔

آنحضرت صلعم کی روادارانہ تعلیم

تاریخ کے اس پست اور تاریک ترین دور میں جو انسانیت کے لئے نہایت درجہ ننگ اور عار کا موجب تھا۔ عرب کے تپتے ریگزاروں اور بے آب و گیاہ کوہستانوں میں جہاں نہ علم تھا نہ ہدایت۔ نہ تہذیب و تمدن نہ سلطنت و حکومت۔ وہ گوہرِ نایاب پیدا ہوا جس پر انسانیت تا زیست بجا طور پر فخر کرتی رہے گی۔ اور جس کا ذکرِ خیر تاریخ کے سنہری ابواب میں نہایت عزت و اکرام کے ساتھ ہمیشہ محفوظ رہے گا۔

عالمِ انسانیت پر یہ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا احسان ہے کہ آپ نے بدترین ظلم کو دنیا سے مٹایا اور انسان کو اس کا بنیادی حق یعنی آزادیٔ ضمیر عطا کیا۔ آپ ہی وہ پہلے انسان تھے جس نے ہر شخص کو اپنی کانشنس کے مطابق عمل کرنے کا پورا پورا حق دیا۔ اور واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون) یعنی ہر شخص کو اظہارِ خیال اور آزادیٔ مذہب کا پورا پورا حق ہے جس بات کو بھی وہ حق [illegible] سمجھے اس پر کاربند ہو سکتا ہے۔

اسی طرح فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ ۲۵۶) یعنی مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں۔ ہدایت و گمراہی کی باتیں کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ جبر [illegible] کی کیا ضرورت ہے [illegible] کو بخوشی اختیار کر سکتا ہے۔

پھر آپ نے تبلیغ و اشاعتِ دین کے لئے جو طریق اختیار فرمایا وہ بھی قرآنِ کریم کے الفاظ

میں اپنی مثال آپ ہے۔ فرمایا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (النحل : ۱۲۶) یعنی لوگوں کو توحید باری تعالےٰ کی دعوت دیتے وقت حکیمانہ کلام کرو اور دلیل سے دوسرے کو اپنی بات کا قائل کرو۔

یہ وہ تعلیم تھی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دی جب کہ اس کے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ اور پھر آپؐ کا یہ سلوک صرف تعلیم تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ بذریعہ تعامل بھی آپ نے رواداری کا جو عدیم المثال اور بے نظیر نمونہ دکھایا آج بھی اس کا جائزہ لینے سے ہمارے سر لبصد احترام اور لبصد عجز و نیاز کا شانۂ نبوت پر جھک جاتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کا عملی نمونہ

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی

میں قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پر جو دردناک مظالم ڈھائے۔ اور جس قسم کی بربریت و سفاکی کا مظاہرہ کیا وہ چشم بینا سے مخفی نہیں۔ بالآخر کفار مکہ اپنے مظالم میں جب حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے آپؐ کے قتل تک کی سازشیں کیں تو نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو ساتھ لے کر رات کے اندھیرے میں اپنا پیارا وطن ، خلیل اللہؑ کا بسایا ہُوا شہر اور خدا تعالےٰ کا برکت دیا ہُوا مقام چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے مگر غریب الوطنی میں بھی مخالفین نے چین نہیں لینے دیا۔ بار بار چڑھائی کر کے مدینہ کا رُخ کرتے رہے مگر ہر بار شکست کا منہ دیکھا حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مکہ پر فتح دی۔ بظاہر حالات یہ وہ وقت تھا جب قاتلوں اور ظالموں کے جور و جفا کا بدلہ چکایا جا سکتا تھا۔ مگر باوجود کامل طور پر قبضہ و اقتدار حاصل ہو جانے کے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درندہ صفت انسانوں سے اس قسم کی رواداری اور عفو و درگذر کا سلوک فرمایا تاریخ عالم کے اس عدیم المثال اور عظیم الشان واقعہ کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی بجائے مشہور عیسائی مورخ مسٹر سٹینلے لین پول کے الفاظ کو نقل کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ لکھتا ہے :-

" اب وقت تھا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے۔ آپ کے قدیم ایذا دہندے (قریش) آپ کے قدموں میں آ گرے ہیں۔ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقہ سے ان کو پامال کریں گے ؟ یا سخت عذاب میں گرفتار کریں گے ؟ یا ان سے انتقام لیں گے ؟ یہ وقت اس شخص کے اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ اس وقت ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوں اور جن کا خیال کر کے اگر ہم پہلے ہی سے نفرین و ملامت کا شور و غل مچائیں تو بالکل بجا ہے۔

مگر یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی ؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں ؟ واقعات سخت اور بے درد ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنے دشمنوں پر عظیم فتح حاصل ہوئی وہی دن آپ کو اپنے نفس پر سب سے زیادہ عالیشان فتح حاصل کرنے کا بھی دن تھا قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دئے تھے اور بے رحمانہ تذلیل و تحقیر کی مصیبت آپ پر ڈالی تھی۔ آپ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگذر کی۔ اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دیا۔

جب محمد (صلعم) اپنے شدید ترین دشمنوں کے شہر میں بحیثیت ایک فتحمند کے داخل ہوئے تو صرف چار مجرم جو ازروئے انصاف قصوروار قرار دے گئے (اور جب وہ قتل ہوئے تو ان کی عزت) میں داخل کئے گئے۔ فوج نے آپ کی مثال کی تقلید کی اور خاموشی اور امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئی۔ نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی بے حرمتی کی گئی "

(مقدمہ انتخاب قرآن صفحہ ۶۷)

گاندھی جی کا اعترافِ حقیقت

مسٹر سٹینلے لین پول نے بانیٔ اسلام کی سیرت کے جس نمایاں پہلو کا ذکر کیا ہے گاندھی جی بھی اسی کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں :-

" اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں بھی تعصب اور غیر رواداری سے پاک رہا ہے دنیا اس کے احترام پر آمادہ تھی۔ جبکہ مغرب پر تاریکی مسلط تھی تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہُوا اور اس نے مصائب و آلام سے برباد شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شادکام کیا ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں۔ وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ میں کرتا ہوں " (اخبار سیاست لاہور ۴/۹۲)

گزشتہ انبیاء کی عزت و توقیر کا قیام

کسی بھی فرد یا قوم کے جذبات اپنی قابل احترام ہستیوں اور مقدس مقامات کے متعلق کتنے نازک ہوتے ہیں اس کا صحیح اندازہ ان فرقہ وارانہ فسادات سے لگایا جا سکتا ہے جو آئے دن منصۂ شہود پر آتے رہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ملکی اتحاد اور قومی یکجہتی کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک ایک دوسرے کے ان نازک جذبات و احساسات کا کما حقہٗ احترام نہ کیا جائے۔ دنیا میں حقیقی امن قائم کرنے اور بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے یہ بنیادی اصول ہے جسے سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس طرح باہمی اتحاد و یکجہتی اور صلح و آشتی کے تعلقات کو استوار کرنے کیلئے ایک نئے باب کا آغاز فرمایا۔ آپؐ نے تمام مذاہب و ادیان کے انبیاء کو منجانب اللہ قرار دیتے ہوئے دنیا کے سامنے قرآن کریم کا یہ پاک اور سنہری اصول رکھا کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر : ۲۵) یعنی ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ تعالےٰ کے فرستادے آتے رہے ہیں تا کہ وہ گم گشتہ راہ مخلوق کو راہِ راست پر لائیں اور انہیں خالق حقیقی سے ملا دیں۔

اسی طرح آپؐ نے اپنے متبعین کو دیگر مذاہب کا احترام کرنے اور ان کی معزز شخصیتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کا تاکیدی حکم دیا اور فرمایا لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (انعام ۱۰۸) یعنی تم ہر اس ہستی کو برا بھلا کہنے سے باز رہو جسے دوسرے لوگ بطور معبود جانتے ہیں۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے لازماً وہ بھی اللہ کو (جو تمہارا معبود حقیقی ہے) لاعلمی سے برا بھلا کہیں گے۔ اور اس طرح بجائے باہمی اخوت و رواداری کی فضا تیار ہونے کے باہمی منافرت و عداوت کا دروازہ کھل جائے گا۔

یہ باتیں صرف زبانی جمع خرچ کے طور پر نہیں رہیں بلکہ عمل کے میدان میں اس کی پوری پوری شہادت ملتی ہے اور غیروں تک نے اس کا برملا اعتراف کیا ہے چنانچہ بھگت سابیں داس ایڈوکیٹ فرماتے ہیں :-

"حضرت محمد صاحب نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیروؤں پر کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے آکر اپنے سے پہلے تمام آنے والے مہاپرشوں کی تصدیق کر کے امن کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے کروڑہا مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ ہر ملک اور قوم میں ریفارمر ہوتے آئے ہیں اگر یہی طریق سب لوگ اختیار کریں تو آج دنیا کے جھگڑے اور فسادات مٹ سکتے ہیں۔"

(منقول از الفضل ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء)

غیر مذاہب کے معبدوں کی حفاظت و احترام

اس سلسلہ میں سر ولیم میور کا مفصلہ ذیل حوالہ ہی کافی ہے۔ لکھتے ہیں :-

" پیغمبر نے لشپوں پادریوں اور راہبوں کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں ، عبادت گاہوں اور خانقاہوں میں ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے گی۔ خدا اور اس کے رسول نے یہ عہد کیا ہے کہ نہ کوئی لشپ اپنے عہدے سے نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے اور نہ ان کے اختیارات حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے۔ اور جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ رہیں نہ ان پر جبر و تعدی کی جائے اور نہ وہ کسی پر جبر و زیادتی کریں۔"

(لائف آف محمد صفحہ ۱۵۸)

ہمارا دعویٰ ہے کہ تاریخ عالم اس قسم کی رواداری اور بہترین سلوک کی ایک بھی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ باوجود نظریاتی و اعتقادی اختلافات کے غیر مسلموں سے بے پایاں شفقت و محبت اور بے مثال بلند حوصلگی کا جو اسوہ آپؐ نے دکھایا آج بھی ہر پاک دل اس کا معترف ، ہر صداقت شعار زبان اس کی اقراری اور ہر غیر متعصب مورخ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ بیشک آنحضرت صلعم کے عاشق صادق اور اس زمانہ کے مصلح نے جو کچھ کہا وہی درست اور صحیح ہے ؎

آں ترحم ہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

قبر کے عذاب سے بچو!

کارڈ آنے پر مفت

ملنے کا پتہ

عبداللہ الٰہ دین۔ الٰہ دین بلڈنگ
سکندر آباد۔ آندھرا

تحریکِ جدید — ایک نہایت مبارک تحریک

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا کہ دورِ اوّل میں اسلام کے عروج کی تین صدیوں کے بعد اس پر فیج اعوج کے ایک ہزار سالوں میں سخت ضعف اور زوال و اضمحلال طاری ہوگا۔ اور مسلمان کا نام باعث صد افتخار ہونے کی بجائے موجب ذلت و افتقار ہوگا۔ دجالی فتنہ زور آور حملے کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئے گی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مثیل کو مبعوث کر کے دجالی فتنہ کا سدّباب کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان و ایقان سے خالی اور اس سے روٹھی ہوئی دنیا کو آستانۂ الوہیت پر واپس لے آئے گا۔ چنانچہ چودھویں صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی رحمت موجزن ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو تائید اسلام میں دلائل و معجزات عطا کئے۔

احبابِ کرام! دنیا اپنے ربّ خالق و مالک سے دور اور اس کی قبائے اخلاق پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ فسق و فجور اور عریانی نے عجیب عجیب راہیں پیدا کر لی ہیں۔ ابنائے دنیا ان کے اس طرح گرویدہ ہیں گویا یہی خلقِ انسانیت کا مقصد وحید ہے۔ لہو و لعب کا بول بالا ہے۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے ننگِ انسانیت امور پر روزانہ اربوں روپیہ صرف ہوتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے بنی نوع انسان جذام (کوڑھ) میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ مجلسی، معاشی اور اخلاقی اور تمدنی اور روحانی حماقتوں کے لاکھوں عمیق غار ہیں جو اپنی تعداد اور گہرائیوں میں ہر لمحہ بڑھ رہے ہیں۔ اور بنی نوع انسان ان کی ہلاکت آفرینیوں کی آغوش میں بڑی تیزی سے خود ہی بھاگے جا رہے ہیں۔ صرف ایک فلموں کی اخلاق سوزیوں کو ہی دیکھ لیجئے۔ فلمیں لعنت ثابت ہو رہی ہیں۔ اس کے خلاف اولیں آواز چونتیس سال قبل امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اٹھائی تھی۔ اور مستقل طور پر جماعتِ احمدیہ کو نہ صرف فلم بینی سے بلکہ دیگر لہو و لعب سے منع فرما دیا تھا۔ مندرجہ ذیل شواہد ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں، جن میں باواز بلند فلم بینی اور دیگر ممنوعات کی عیب شماری کی گئی ہے:-

۱۔ گزشتہ دنوں دہلی کے قومی عجائب گھر سے کئی لاکھ روپے کی اشیاء چوری ہوئیں۔ چور نے دیئے کا بیان ہے کہ یہ پراسرار چوری اس نے ایک انگریزی فلم "دس لاکھ روپے چرانے کا طریقہ" دیکھ کر کی تھی۔ اس فلم کی دہلی میں دوبارہ نمائش پر اس قدر رش ہوا ہے کہ ٹکٹ حاصل کرنا مشکل ہو گیا!!"

(روزنامہ پرتاپ جالندھر مورخہ ۱۰ دسمبر ۶۸ء ص ۲)

۲۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ ایک فلم دیکھنے سے وہ نیک سیرت سے فوراً شیطان طریقت بن گیا۔ ایسے جنون میں ایک لڑکی کی طرف سے بھی فلم دیکھنے کے زیر اثر شیطانی حرکت سے اس لڑکی کو اغوا کرنے کی کوشش میں یہ روز بد دیکھنا پڑا کہ تین سال کے لئے جیل کی ہوا کھائی۔ (روزنامہ پرتاپ جالندھر ۱۲ ستمبر ۶۸ء ص ۳) اس مضمون نگار نے فلموں کو نہایت مخرّب اخلاق بتایا ہے جو کچی عقل کے نوجوان طبقہ کو دوسروں کے اموال پر عیش و عشرت کرنے اور بد اخلاقی کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔

۳۔ دہلی میں دیوالی کے موقع پر آتشبازی سے ستر مقامات پر آگ لگی۔ کچھ لوگ زخمی ہوئے۔ اور مالی نقصان بھی ہوا۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۴ اکتوبر ۶۸ء)

۴۔ امرتسر میں ایک دن کی شادیوں پر ایک لاکھ روپیہ کی آتشبازیاں چھوڑی گئیں (پرتاپ جالندھر ۲۴ اکتوبر ۶۸ء)

۵۔ ریاض بٹالوی متعدد واقعات بیان کر کے لکھتے ہیں:-

"سوال یہ ہے کہ ...... جیتی جاگتی زندگی میں اداکاری اور ہنگامہ خیزی (نوجوان) کیوں کر رہے ہیں۔ اور ان میں تصنع کے اثرات اور بناوٹ کے رجحانات اور اخلاقی اقدار سے انحراف کا احساس کیوں در آیا ہے؟ ...... سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ سستی گھٹیا اور سنسنی خیز فلموں نے انہیں اس حال تک پہنچایا ہے۔ وہ فلم کی رنگینی، سحر زدہ ماحول اور ان میں ہونے والے واقعات سے اس درجہ متاثر ہیں کہ انہیں عملی زندگی میں حقیقی روپ دینا چاہتے ہیں ...... اس بات کا ثبوت اغوا ہونے والی خواتین، گھر سے بھاگے ہوئے طلباء اور طالبات کے ان اعداد و شمار سے ملتا ہے۔ جو ہمیں ...... ادارۂ خدمتِ خلق (وغیرہ) سے ملے ہیں۔ ان کے مطابق بیشتر نوجوان فلم بینی کے شوق کے ہاتھوں تباہ ہو کر بے راہرو ہوتے ہیں۔ متعدد اغواء کے واقعات کا نتیجہ یہی رجحان ہے۔ بیشتر صورتوں میں فلم کے اثر نے نوجوانوں کو خودکشی پر مجبور کیا ہے۔"

(روزنامہ مشرق لاہور ۹/۲۸ ۱۹ ص)

حقیقت یہ ہے کہ فلم بینی کے نتیجہ میں فحاشی اور عریانی نے انسانیت کو بے عصمتی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا ہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے جو قریب میں ایک جائزہ لاہور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "لاہور" میں درج تھا کہ یورپ کے مختلف ممالک کی طالبات دورانِ تعلیم میں تینتیس سے ترالیس فیصد تک عصمت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں ناجائز اولاد کی تعداد ان ممالک میں چھلانگیں مارتے ہوئے بڑھ کر معاشرے کو مضطرب کر رہی ہے۔

شاید کوئی خیال کرے کہ بیشک ان لہو و لعب کے امور میں دنیا کے پردہ پر روزانہ اربوں روپیہ بے دریغ صرف ہوتا ہے۔ لیکن امتِ مسلمہ ان مسرفانہ اخراجات اور دیگر غلط کاریوں سے محفوظ ہوگی لیکن حیف صد حیف!! کہ بات یوں نہیں۔ معاصر "الجمعیۃ" دہلی بجا طور پر عصرِ جدید پر معترض ہے کہ دیگر تمام اقوام حتیٰ کہ متعدد اقلیتی اقوام بہت ترقی کر رہی ہیں۔ البتہ مسلمان ہر سال قوالیوں پر اور دیگر فضول کاموں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں لیکن تعلیمی مذہبی، سماجی اور فلاحی اداروں کی سرپرستی نہیں کرتے۔ مسلمانوں کے چند مذہبی تعلیمی اداروں کے سوا باقی تمام مالی مشکلات سے دوچار ہیں۔ (مورخہ ۲۴ اکتوبر ۶۸ء) معاصر مذکور بار بار اس امر پر توجہ کر چکا ہے کہ ایسے مسرف لوگ دو روپے تک بھی اجتماعی تعلیمی امور کے لئے دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

اسی طرح دہلی کا ایک ہفت روزہ لکھتا ہے کہ مسلم قائدین مولانا محمد علی شوکت علی ۱۹۲۰ء میں علیگڑھ یونیورسٹی سے اس لئے مایوس ہوئے کہ اس پر سرکاری (انگریزی) قبضہ تھا۔ سو جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا حال اس وقت یہ ہے کہ:-

"لیکن ماضی کے خوابوں کا دیکھنے والا جب ان کی تعبیر ڈھونڈنے جامعہ ملیہ جاتا ہے تو اسے ہر طرف ایک الجھاؤ شکست، مایوسی، نامرادی نظر آتی ہے ...... بے پردہ لڑکیوں کو دیکھ کر نمازوں کے وقت بے نمازی اساتذہ و طلباء کی اکثریت کا مشاہدہ کر کے اور تعلیمی نصاب کو دین سے محروم اور تربیت کو اسلامی اخلاقیات سے عاری کر کے آج کا ہر سچا مسلمان خیال کرتا ہے کہ آخر یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا؟ اور اس تبدیلی کو کیسے برداشت کیا گیا۔"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۶۸ء)

تمام مذاہب باطلہ کی انفرادی اور کئی مقامات پر اجتماعی تدابیر کا مقابلہ درپیش ہے۔ بچے ترقی یافتہ ممالک کے مسلم کش حیلے سامنے ہیں۔ پھر نئی زمانہ انسان ہر قسم کی بے راہ روی اور بد عنوانی کی آغوش میں پرورش پا رہا ہے۔ کروڑوں روپیہ تو صرف منشیات پر ہی صرف ہوتا ہے۔ مہذب کہلانے والے ممالک بیسیوں اسلام دشمن ہیں۔ اسی کی قیام اسرائیل اور اس کی سرپرستی کے متعلق مساعی کی تفصیل فرق کے بیان سے ظاہر ہے:-

روزنامہ مشرق لاہور کے ۱۰ ستمبر ۶۸ء کے پرچہ میں ایک مفصل مضمون میں بتایا گیا ہے ...... ۱۔ بیشتر اشتراکی رہنما صیہونی تحریک کے علمبردار تھے۔ موجودہ روس کے بانی لینن کی ماں یہودی تھی۔ اور لینن کا ایک خاص حامی دانس مین یہودی تھا جس نے اعلان کیا تھا کہ یہود کے لئے مشرق کا دروازہ تبھی کھل سکتا ہے جب اسلامی حکومتِ عثمانی کو بالکل مسمار کر دیا جائے۔ جس سے وہ تمام دیواریں ٹوٹ جائیں گی جو ارض موعود کی طرف پیشقدمی کرنے میں حائل ہیں۔ اس حکومت کا چراغ گل ہو رہا ہے۔ اس لئے اب اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ جونہی روس کا اشتراکی انقلاب اپنی منزل پر پہنچے فلسطین میں اشتراکی بنیادوں پر یہودی ریاست کی داغ بیل ڈال دی جائے۔

چنانچہ روس میں اشتراکی حکومت کے قیام کے فوری بعد دانس مین اور لینن کے تیار کردہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی مساعی شروع کر دی گئیں اور فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کے لئے بالشویکی حکومت نے یہودی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد بھیجا جس نے فلسطین میں اشتراکی جماعت کی تشکیل کی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں وہاں یہودی اشتراکیوں پر مشتمل جماعت قائم ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کی شاخیں مصر، شام، لبنان اور عراق میں ۱۹۲۰ء تک قائم ہو گئیں۔

۲۔ امریکہ اور برطانیہ میں بنکوں کا بیشتر نظام یہودیوں کے زیر اقتدار تھا۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم میں یہودیوں نے اپنے تمام تجارتی اور مالی اداروں کو اتحادیوں کی مدد کے لئے استعمال کیا اور جنگ کے بعد تحریک صیہونیت اپنے شباب کو پہنچ گئی۔ یہود کے وطن کے متعلق اعلان بالفور مسٹر تھیوڈور ہرزل کے ۱۸۹۷ء کے منصوبے کی عملی شکل تھی۔ جسے ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کی قرارداد کی شکل دی گئی۔ اور اسرائیل کا وجود بین الاقوامی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ بالفور وزیر اعظم برطانیہ اور یہودی سرمایہ کار لیونیل روتھشیلڈ کے درمیان باہمی دوستانہ مراسم کا یہ کرشمہ تھا کہ اتحادیوں سے ایسا عہد حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔

۳۔ فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کا معاملہ در پیش تھا۔ چنانچہ یہ یوں عمل میں آیا کہ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۹ء تک روس سے ایک لاکھ پینسٹھ ہزار اور دیگر ممالک سے ایک لاکھ پندرہ ہزار یہودی فلسطین پہنچے۔ اشتراکی بلاک یعنی روس اور مشرقی یورپ نیز متحدہ امریکہ اور لاطینی امریکہ سے بھاری رقوم یہودیوں کی فلسطین میں آبادکاری کے لئے فراہم کی گئیں اور بھاری قیمت کے لالچ سے عرب مسلمانوں سے بہترین قطعات اراضی خرید لئے گئے۔

۴۔ تقسیم فلسطین کی تجویز کی منظوری میں امریکہ کی سازشیں شامل تھیں لیکن بنیادی طور پر پورے اشتراکی بلاک کا اس میں ہاتھ تھا اور روسی وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو اس گروہ کا پرجوش قائد تھا۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۴۷ء کو مجلس اقوام کے اجلاس میں اس نے عرب نمائندوں پر سخت نازیبا حملے کئے اور صاف صاف کہا کہ فلسطین میں یہودی قوم اپنا وجود رکھتی ہے۔ اور اس قوم کے احساسات کہ جیسے فلسطین کو اپنا گھر بنانے کا حق پہونچتا ہے۔ مجلس اقوام نظر انداز نہیں کر سکتی چیکوسلواکیہ پولینڈ اور یوگوسلاویہ کے کمیونسٹ نمائندوں نے بھی پرزور الفاظ میں اسرائیل کی حمایت کی۔ عرب ممالک کے نمائندوں نے اصرار کیا کہ جیسے یہودی ایجنسی کو یہودی قوم کا نمائندہ تسلیم کیا گیا ہے ویسے ہی اعلیٰ عرب کمیٹی کو بھی اقوام متحدہ میں فلسطین کے نقطۂ نظر کا حق نمائندگی عطا کیا جائے۔ لیکن یہ دردناک منظر دیکھنے میں آیا کہ روسی بلاک کے سامنے یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور مسئلۂ فلسطین کے مطالعہ کے لئے ایک بین الاقوامی کمیٹی تشکیل دی گئی اور ۲۹ر نومبر ۱۹۴۷ء کے مجلس اقوام کے اجلاس میں روسی نمائندہ نے پھر ہنگامہ آرائی شروع کی اور تقسیم فلسطین پر اتنا اصرار کیا کہ ایوان نے قرارداد تقسیم منظور کر لی۔ جسے صرف ایک رائے کی اکثریت حاصل تھی۔

سو مذکورہ حقائق میں اکٹھی پیدا ہوا واقعہ کا نظارہ آپ نے دیکھ لیا کہ فلسطین کے مسئلہ میں مسلمانوں کو بے وطن اور ذلیل کرنے کے لئے کس طرح یورپی اور امریکی ممالک اور روس باوجود شدید اختلاف سیاست کے متحد ہوئے اور انہوں نے بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ اسی طرح وہ تمام عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ ان کے ظاہر سے باطن کا اندازہ نہیں ہو سکتا وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ۔ ان مہذب و متمدن کہلانے والے ممالک کی ناجائز معاونت کی وجہ سے اسرائیل کو منظوم اسلامی ممالک پر جارحانہ حملوں کی اور مجلس اقوام کی قراردادوں کی مخالفت و مزاحمت کی جرأت ہو رہی ہے۔ اب بھی اسے بے دریغ روپیہ فراہم ہو رہا ہے۔ اور اسلحہ بھی جو عرب اسرائیل کی مملکت میں رہ گئے ہیں انہیں جبراً وہاں سے بھگاتے یا تباہ کرنے میں یہود نا مسعود ہر طرح کوشاں ہیں چنانچہ گذشتہ دنوں دہلی کے جن سنگھی انگریزی اخبار ”آرگنائزر“ میں اسرائیل کے وزیر جنگ موشی دیان کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں اس نے بیان کیا ہے کہ عرب اسرائیل کی سال رواں کی جنگ سے پہلے اسرائیل میں عرب آبادی چار لاکھ تھی۔ اور اب نئے مفتوحہ علاقے میں دس لاکھ عرب ہیں گویا عرب چودہ لاکھ ہو گئے۔ جبکہ یہود کی تعداد بائیس لاکھ ہے۔ اور عربوں میں چونکہ ضبط تولید کا کوئی تصور نہیں اس لئے عربوں کی تعداد یہودیوں سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور وہاں یہود کی یہ ریاست گویا برائے نام یہودی ریاست بن جائے گی۔ اور یہ بھی کہا کہ تین ہزار یہودی عورتوں نے اسلام قبول کر کے عربوں سے شادیاں کر لی ہیں مذکورہ بیان مکر و فریب سے پُر ہے۔ بھلا جس وقت یہودی فاتح و قاہر ہیں اور عرب مقہور و ذلیل اور معاشی لحاظ سے تباہ حال۔ اور ابھی تک ان پر قافیہ تنگ کیا جا رہا ہے اور عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین ابھی جنگی حالت قائم ہے اور مسلمانوں کو مشتبہ سمجھا جا رہا ہے۔ بھلا یہودی عورتیں کیونکر ہزاروں کی تعداد میں اسلام قبول کر کے اپنی ہی قوم و حکومت کا نشانۂ ستم بننے کو تیار ہو سکتی ہیں؟ اور کونسی جاذبیت مسلمانوں میں ایسی حالت میں انہیں نظر آئی ہے؟ یہ بات یا تو قطعاً غلط ہے یا پھر یہود کا سوچا سمجھا منصوبہ مسلمانوں کو مستقبل میں تباہ کرنے اور ان کی آئندہ نسلوں کو یہود نواز بنانے اور ان کے گھروں کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے بروئے کار لایا گیا ہے۔

ان حالات میں کہ خود عالم اسلامی محفوظ نہیں۔ متحد نہیں۔ اسلام پر عمل پیرا نہیں اور کفر تک مسلمانوں کی ایسی حالت انتشار و افتراق پر خندہ زن ہے بلکہ اس وجہ سے اسے تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک خطرے میں پڑے ہوئے ہیں ان حالات کو بدل دینے کا کام اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی سی جماعت کے سپرد کیا ہے۔ اور جب چونتیس سال قبل تحریک جدید کا آغاز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو جماعت متحدہ ہندوستان سے باہر صرف چند ایک ممالک میں تھی لیکن اس مبارک تحریک کے زیر اثر ممالک کی ایک کثیر تعداد میں احمدیہ دار التبلیغ قائم ہو چکے ہیں۔ قرآن مجید کے تراجم متعدد زبانوں میں ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اسلام کی اشاعت کے لئے ایک ایسی قوی تنظیم برسرکار ہے کہ کسی حکومت کو بھی یہ میسر نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو کفر والحاد سے نکال کر خدائے حی و قیوم کے در پر لا ڈالا۔ ہر روز ہمارے ایمان کی تقویت کے سامان کرتا ہے اور اپنی راہ میں اموال خرچ کرنے کی توفیق مرحمت فرما رہا ہے۔ بے شک اعداء اللہ عظیم جبال (پہاڑ) ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ وہ منہدم ہو کر قاعاً صفصفاً (چٹیل میدان) ہو جائیں گے اور دنیا اذن الٰہی سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کا نظارہ دیکھے گی اور ایسا ہی چھوٹے گروہ کے بہت بڑے گروہ پر غلبہ کا نظارہ دنیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دیکھ چکی ہے۔ حضور مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے زر۔ بے در۔ بے یار و مددگار قلیل تعداد تھے جبکہ دشمن تعداد میں بے شمار تھا۔ اور املاک و اموال اور لشکر جرار کا مالک تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آپ کے ذریعہ فتح مبین کی خبر کا اعلان کرا دیا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ سو جب ہم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح تحریک جدید کے اصولوں پر چل کر اسراف سے بچتے ہوئے اپنا تن من دھن اسلام کے اس نشأۃ ثانیہ کے موقع پر نچھاور کر دیں گے تو اسی طرح مبارک ثمرات برآمد ہوں گے تحریک جدید کی اس الہامی تحریک کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

”پس مرکز کے ساتھ اپنے تعلقات استوار رکھو اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت پر بہت زور دو اور اپنی آئندہ نسل کی درستی کی فکر کرو۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ جماعت کو ابھی آئندہ نسل کی درستی کا خاص فکر نہیں اور یہ ایک نہایت ہی خطرناک بات ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تحریک جدید کے دور اول میں تو بڑی کثرت کے ساتھ لوگوں نے حصہ لیا مگر نئے دور میں شامل ہونے والوں کی تعداد ان کی نسبت کے لحاظ سے بہت کم ہے اور پورا شرح کے لحاظ سے بھی کم ہے جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے) اور پھر جو لوگ وعدہ کرتے ہیں وہ وقت کے اندر اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے حالانکہ اشاعت اسلام کا کام کسی ایک نسل کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ قیامت تک اس نے جاری رہنا ہے پس اپنے اندر صحیح موقت پیدا کرو اور اپنی آئندہ نسلوں کو اسلام کا بہادر سپاہی بنانے کی کوشش کرو۔“

”نوجوان تو خیال بھی کر سکتے ہیں کہ اگر ہم سے ...... کوتاہی ہوئی تو انصار اللہ اس کام کو ٹھیک کر لیں گے۔ مگر انصار اللہ کس پر انحصار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے اور اگر وہ دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام دنیا کے قلوب میں پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو بنیادی مقصد قرار نہ دیں گے اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں پھر زندہ کرنا ہے تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے انصار اللہ کی عمر کے بعد تو پھر ملک الموت کا زمانہ ہے اور ملک الموت اصلاح کے لئے نہیں آتا بلکہ اس مقام پر کھڑا کرنے کے لئے آتا ہے جب کوئی انسان سزا یا انعام کا مستحق ہو جاتا ہے۔“

(الفضل ۱۱ نومبر ۶۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کراچی کے سالانہ تربیتی اجتماع کے موقع پر یکم تبوک (ستمبر) کو فرمایا:-

”انصار اللہ پر بڑی ذمہ داری اپنے نفسوں کی اصلاح اور اپنے ماحول کی تربیت کی ہے۔ اگر انصار اللہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر اس بات کی امید کی جا سکتی ہے کہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان وعدوں کو پورا کرے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مسیح اوّل اور مسیح ثانی دو الگ الگ وجود ہیں

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان میں اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بنائے گا جس طرح اس نے بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلفاء بنائے چنانچہ حضرت موسےٰ کے بعد، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں بہت سے خلفاء بھیجے جو تورات کی خدمت کرتے تھے اور پھر موسوی خلفاء کا سلسلہ حضرت مسیح ناصری کے وجود میں اپنے کمال اور انتہا کو پہنچ گیا۔

مسلمانوں کو بھی اسی قسم کے خلفاء کا وعدہ دیا گیا تھا اور جس طرح موسوی سلسلہ کا آخری خلیفہ اسرائیلی مسیح تھا اسی طرح یہ مقدر تھا کہ مسلمانوں میں بھی ایک مسیح بھیجا جائے، جو خاتم الخلفاء کے مقام پر فائز ہو۔ جیسا کہ آیت مذکورہ بالا میں لفظ کَمَا کے ذریعہ اور آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (سورۂ مزمّل) کے ذریعہ ہر دو سلسلوں میں کامل مشابہت کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس امر سے کسی کو اختلاف نہیں کہ امت محمدیہ میں بھی ایک مسیح کے آنے کا وعدہ دیا گیا۔ ہاں اختلاف اس بارہ میں ہے کہ مسیح موعود کا وعدہ اسرائیلی مسیح کے ذریعہ پورا ہوگا یا محمدی مسیح کے ذریعہ پورا ہو چکا۔

بد قسمتی سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امت محمدیہ کو جس مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے وہ مسیح ناصری کی آمد ثانی سے پورا ہوگا حالانکہ خدا تعالیٰ نے مِنْکُمْ کا لفظ رکھ کر اس اختلاف کی جڑ کاٹ دی۔ نیز غور طلب امر تو یہ ہے کہ لفظ کَمَا کے ذریعہ جو مشابہت بیان کی گئی ہے وہ مغائرت کی متقاضی ہے۔ اگر مسیح ناصری اور مسیح محمدی دونوں کو ایک ہی وجود مانا جائے تو پھر مشابہت کس بات کی ؟

اس بے بنیاد عقیدہ کی ابتداء صرف ایک حدیث شریف کے غلط استدلال کے نتیجہ میں ہوئی۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (بخاری، مصری)

یعنی کیا حال ہوگا تمہارا اے مسلمانو! جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تمہارا امام ہوگا تم ہی میں سے۔

بے شمار درود و سلام ہوں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے بھی مسیح موعود کے بارے میں مِنْکُمْ کا لفظ ارشاد فرما کر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہ چھوڑی۔ مگر جب اس طرف سے مسیح ناصری کی دوبارہ آمد کا جواز نہ نکل سکا تو لفظ ابن مریم کا سہارا لیا گیا۔ لیکن کاش کہ ناظر کی نگاہ تک پہنچ سکتی ہے تشبیہ کے اجزاء اور اس کی اقسام کا تھوڑا سا علم رکھنے والا جانتا ہے کہ تشبیہ کے چار اجزاء ہوتے ہیں۔ ۱۔ مشبہ یعنی جس کو تشبیہ دی جائے۔ ۲۔ مشبہ بہ یعنی جس سے تشبیہ دی جائے۔ ۳۔ ادوات تشبیہ یعنی جن حروف کے ذریعہ تشبیہ کا اظہار کیا جائے۔ ۴۔ وجہ تشبیہ یعنی جس امر میں دونوں کو مشابہ قرار دیا جائے جیسے زَیْدٌ کَالْاَسَدِ فِی الشَّجَاعَۃِ۔ یعنی زید بہادری میں شیر کی مانند ہے۔ اب یہاں زید مشبہ اور اسد مشبہ بہ اور کاف حرف تشبیہ اور شجاعت وجہ شبہ ہے۔ لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی دو چیزوں میں انتہائی مشابہت کے باعث مشبہ اور حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کو بالکل حذف کر دیا جاتا ہے۔ اور صرف مشبہ بہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور تشبیہ کی یہ قسم سب سے اعلیٰ و ارفع ہے جیسے کوئی کہے رَاَیْتُ اَسَدًا۔ یعنی میں نے شیر دیکھا دراصل دیکھنے والے نے حیوان نہیں دیکھا بلکہ زید کو بہادری میں شیر کے مشابہ پاکر زید کو شیر کہہ دیا گیا۔

یہی انداز تشبیہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ بخاری کی روایت کے مطابق آپ نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ (بخاری کتاب الاذان) یعنی تم ہی یوسف والیاں ہو۔ اب دیکھو اس کلام میں حرف تشبیہ نہ ہونے کے باوجود کسی شخص کو کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ نہ صرف یہ بلکہ روزمرہ بول چال میں اس طرح کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔

پس اگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح ناصری اور مسیح محمدی کے مابین مشابہت تامہ کے باعث مسیح موعود کو ابن مریم کے نام سے ہی ذکر فرما دیا تو یہ سمجھنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ یہاں اسرائیلی مسیح مراد ہے

۲۔ ماسوا اس کے دونوں مسیحوں کے الگ الگ حلیے بیان فرمائے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں الگ الگ وجود ہیں۔ چنانچہ معراج کی حدیث میں حضور فرماتے ہیں:-

رَاَیْتُ عِیْسٰی وَمُوْسٰی فَاَمَّا عِیْسٰی فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ — الخ

یعنی میں نے عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام دونوں کو دیکھا پس عیسیٰ تو سرخ رنگ کے تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے اور سینہ چوڑا تھا

ایک دوسری حدیث میں حضور نے اپنے ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ یَنْطِفُ اَوْ یُھَرَاقُ رَاْسُہٗ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْیَمَ الخ۔ (بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یعنی میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اس وقت اچانک ایک شخص میرے سامنے آیا جو گندم گوں رنگ کا تھا اور اس کے بال سیدھے اور لمبے تھے۔ اور وہ اپنے سر سے پانی جھاڑ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح ابن مریم ہے

اب یہاں پہلی حدیث میں حضرت مسیح ناصری کے حلیہ کا ذکر ہے جن کو حضرت موسےٰ کے حلیہ کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اور دوسری حدیث میں مسیح موعود یعنی مسیح ثانی کے حلیہ کا ذکر ہے۔ جس کا ذکر دجال کے سلسلہ میں ہوا ہے اس قدر صراحت اور وضاحت کے باوجود تعجب ہے کہ بعض لوگ سرخ رنگ اور گھنگھریالے بالوں والے اسرائیلی مسیح کے منتظر ہیں !!

فتدبروا یا اولی الالباب

اب میں کسی قدر اس مشابہت کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ مسیح اول اور مسیح ثانی کے درمیان ہے اور جس کی وجہ سے مشبہ اور حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کو حذف کر دیا گیا۔ اور ابن مریم کہہ کر انتہائی مشابہت کی طرف اشارہ کیا گیا

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم یعنی یہود نے جب تورات کی تعلیم پر عمل کرنا ترک کر دیا اور طرح طرح کی بد اعمالیوں کے مرتکب ہو گئے اور راہ راست کو چھوڑ کر ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے عیسےٰ ابن مریم کو ان کی اصلاح کی غرض سے مبعوث فرمایا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵/۲۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"
(متی ۵/۱۷)

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل فرمایا تھا کہ میری امت پر بھی ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ وہ یہود کے قدم بقدم چلیں گے اور عقاید و اعمال میں یہود سے مشابہت اختیار کرنے لگیں گے چنانچہ فرمایا:

"لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ — الخ
(مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعت)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے گزری ہوئی امتوں کے قدم بقدم چلو گے۔ بالشت بہ بالشت اور دست بہ دست حتیٰ کہ اگر کوئی سابقہ قوم گوہ یعنی سوسمار کے سوراخ میں بھی داخل ہوئی ہو گی تو تم بھی ایسا ہی کرو گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ! کیا پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں ؟ آپ نے فرمایا وہ نہیں تو کون ؟

علامہ اقبال نے بھی امت مسلمہ کی موجودہ حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں میں سے ہی حضرت عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث فرمایا اسی طرح ضرور تھا کہ جب امت محمدیہ کے افراد بھی صفات کے لحاظ سے یہود بن جائیں گے تو ان کی اصلاح کے لئے مسیح ابن مریم کے نام پر آنے والا بھی امت محمدیہ کا ہی فرد ہو۔ جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ فَارِسَ

یہ نہیں فرمایا کہ اسرائیل میں سے ایک شخص اس ایمان کو ثریا ستارے سے لے آئے گا بلکہ فرمایا کہ اہل فارس میں سے ایک شخص ایمان کو ثریا ستارے پر سے لے آئے گا۔

پس جس طرح زمانۂ حال کے مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہود بنا

جیسا تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بنی اسرائیلی یہود نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح ان میں مبعوث ہونے والے مسیح کو بھی ابنِ مریم جیسا تو کہا جا سکتا ہے۔ اسرائیلی ابنِ مریم سمجھنا غلط ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ہر دو سلسلوں میں کمال مشابہت تو تب معلوم ہوگی جب دونوں کے عقیدہ در بارہ حیاتِ ایلیا و حیاتِ مسیح پر نظر کی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح ناصری جب بنی اسرائیل میں تشریف لائے تو انہوں نے یہ کہہ کر آپ کو ماننے سے انکار کر دیا کہ جب تک ایلیا آسمان سے نازل نہ ہو لے مسیح نہیں آ سکتا۔ اس پر حضرت مسیح نے صاف فرمایا :-

"میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آ چکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابنِ آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے۔"

(متی ۱۷ : ۱۰ تا ۱۳)

اب ایک فیصلہ خدا کے برگزیدہ بندے کی طرف سے بڑی ہی وضاحت کے ساتھ ہو چکا مگر افسوس کہ آج اسی مسیح کو زندہ آسمان پر مانا جا رہا ہے جس نے کہا تھا کہ آسمان پر کوئی نہیں جا سکتا مگر وہی جو آسمان سے آئے۔ ناظرین غور کریں کہ یہ کیسی کمال درجہ کی مشابہت ہے جو موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ کے درمیان ہمیں نظر آتی ہے۔ پس حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کمال مشابہت کے باعث آنے والے مسیح کو بھی "ابنِ مریم" ہی کے لفظ سے پکارا۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ غیر از جماعت دوست اس حقیقت کو پہچانیں اور یقین جانیں کہ جس نے آنا تھا وہ تو آ چکا۔ اب کسی پہلے مسیح کی آمد کی انتظار فضول ہے

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تحدّی کے ساتھ فرمایا ہے کہ :-

"مسیح موعود کا آسمان سے اترنا نہایت جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابنِ مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابنِ مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا .... اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

پس خوش قسمت ہے وہ جو اس طرح کی مایوسی کا شکار ہونے سے قبل اپنے خیالات کی اصلاح کر لیتا ہے۔ اور سچے مسیح پر ایمان لانے کی توفیق پاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے غیر احمدی احباب کو اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے میں رہنمائی بخشے۔ آمین

بزورِ آزمائی کے لئے میدان میں حاضر ہے۔ تا ان دجالی سحر طرازیوں کا مکر و فریب اور طلسم پاش پاش کرے۔ اے برادرانِ کرام! بےشک ہمیں خداوندِ قادر و توانا کی طاقت پر توکل حاصل ہے۔ لیکن اس کے ارشاد "اعقل ثم توکل" کے مطابق ہم زانوئے اشتر باندھیں تب ہی حصولِ فلاح ممکن ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی انتہائی طاقت صرف کریں۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ دلائل و معجزات بذریعہ مبلغین و لٹریچر ہر چہار سو پہنچائیں۔ کیا آپ اپنے بھائیوں کو نارِ جہنم سے بچانے کے لئے انتہائی قربانی نہ کریں گے۔؟ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا :-

۱۔ "یاد رکھو! یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے وہ اسے ضرور ترقی دے گا۔ اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی ان کو بھی دور کر دے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔ اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا۔ اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔"

۲۔ "جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا۔ اس لئے کہ وہ تحریک جدید کے چندہ سے وہ کام کر رہے ہیں جو تبلیغ اسلام کے لئے صدقۂ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔"

۳۔ "جن کے دل میں مرض ہو ان کے پاس اگر کروڑوں روپیہ بھی ہو تب بھی وہ کہیں گے کھانے کو ملتا نہیں چندے کہاں سے دیں۔ لیکن مومن کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی یہی کہے گا کہ لبیک اللہ ہم حاضر ہوں۔ جن کے ذریعہ فتح ہوگی وہ وہی ہیں جن کے دل ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جو مشکلات اور تکالیف میں زیادہ قربانی کرتے ہیں انہی لوگوں کی کوشش سے فتح ہوتی ہے اور انہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعتِ احمدیہ کو قائم رکھنے والے یہی لوگ ہیں جو مصیبت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کسی صورت میں بھی پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔"

۴۔ "یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ذیل کی وحی نازل فرمائی۔ ہم پر فرض ہے کہ اموال و نفوس کی قربانیاں پیش کر کے اس وحی میں مذکورہ انعامات کے مورد بننے کی سعی کامل کریں :-

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروزِ قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا۔ اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تحریک جدید — ایک نہایت مبارک تحریک

بقیہ صفحہ ۲۰

یہ ضروری ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ جماعت کی تربیت ہوتی رہے۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ لیکن اگر ہم آئندہ نسلوں کی تربیت نہ کر سکے تو پھر غیر تربیت یافتہ نسل اسلام کی کامیابیوں کی وارث نہیں ہو سکتی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موعود سرزمین کی بشارت دی گئی تھی لیکن جب ان کے ماننے والوں نے ویسی قربانیاں پیش نہ کیں جن کا مطالبہ کیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو چالیس سال تک التوا میں ڈال دیا اور اس نسل کو اس سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے بعد اگلی نسل کو وہ تربیت حاصل ہوئی جو اس کے لئے ضروری تھی۔ اور اس دوسری نسل کے ذریعہ سے وعدہ پورا ہوا پس ہمیں آئندہ نسل کی تربیت سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔"

اس وقت جبکہ طبقۂ ارض فسق و فجور سے معمور اور نیکی سے یکسر مہجور ہے۔ تمام مرد و زن اور خورد و کلاں اپنی تمام ہمت و مساعی اور اپنے تمام نفوس و اموال سے طاغوتی طاقتوں کے مقابل میں ایک "شرذمة قليلون" اپنی کم مائیگی اور قلتِ تعداد کے ساتھ مقابلہ و مبارزہ، اور

بقایا داران حصہ آمد کو نوٹس

جن موصی صاحبان کے ذمہ حصہ آمد کا غیر معمولی بقایا ہے انہیں بقایا کی ادائی کے لئے نوٹس بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھجوائے گئے ہیں ان درخواست ہے کہ بقایا ادا کر کے اپنی وصیتوں کو منسوخ ہونے ...

آپ بھی بدر کی اعانت کر سکتے ہیں

"بدر" آپ کا مرکزی آرگن ہے۔ جس کی اشاعت میں حصہ لینا آپ کا جماعتی فرض ہے۔ اس اہم اور جماعتی فریضہ کی ادائیگی کے لئے ● خود خریدار بنئے ● اپنے حلقۂ اثر میں اس کی خریداری کی تحریک کیجئے ● اپنی بلند پایہ مفید اور علمی نگارشات کے ذریعہ سے اس کی قلمی اعانت کیجئے ● ایسے استفسارات تحریر کیجئے جن سے آپ کے حلقہ تعارف میں اسلام و احمدیت کے تئیں غیر از جماعت دوستوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے ● اپنی جماعت کی تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی مساعی کی مفید اور دلچسپ رپورٹیں ارسال کیجئے ● کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے کی صورت میں "بدر" کے لئے اشتہارات فراہم کیجئے ● مختلف پُرمسرت تقاریب اور خوشی کے مواقع پر اس کی مالی اعانت کیجئے

منیجر "بدر"

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نسخہ جات پر مشتمل

دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان کی مصنوعات

خریدنا مت بھولئے

(۱) سُرمہ درویش: (مردوں کیلئے) پچیس قیمتی جڑی بوٹیوں، خالص دیسی ادویات اور سچے موتیوں کا مرکب ہے۔ آنکھوں کی جملہ امراض ککرے۔ دھند۔ جالا۔ خارش۔ پانی بہنا اور کمزوری نظر کے لئے بے حد مفید اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۲) درویش کاجل: (بچوں اور مستورات کیلئے) جس کے استعمال سے آپ تمام دوسرے کاجلوں کو بھول جائیں گے۔ اس کی غیر معمولی اور حیرت انگیز مقبولیت کا نتیجہ ہے کہ روزانہ ہزاروں آنکھیں درویش کا جل استعمال کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۳) درویش امرت: پیٹ کے جملہ امراض ہیضہ، بدہضمی، قے، متلی۔ تبخیر معدہ۔ کھانسی۔ نزلہ زکام بخار اور جسم کے دوسرے دردوں کیلئے مجرب اور بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۴) درویش بام: سردرد، جوڑوں کے درد، نزلہ زکام اور چھاتی کے درد میں اس کی مالش فوری طور پر آرام پہنچاتی ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۵) درویش منجن: دانتوں کی جملہ امراض پائیوریا، پانی لگنا، پیپ آنا، درد رہنا۔ خون آنا اور دانتوں کی چمک کی حفاظت کے لئے لاجواب اور نادر تحفہ ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۶) درویش اکسیر: پیٹ اور معدہ کی جملہ امراض از قسم تبخیر۔ بدہضمی۔ قے۔ دست اور پیٹ درد کے لئے بے حد مفید ہے۔ ہاضمہ کو تیز کرتا اور معدہ کو طاقتور بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

(۷) درویش سینٹ: ہمارے دواخانے کا سپیشل تحفہ ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو سارا دن آپ کے دماغ کو معطر رکھے گی۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

نوٹ: جلسہ سالانہ پر آنے والے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور احباب کے لئے بھی یہ ادویات خرید فرمائیں۔ اور جو دوست خود تشریف نہ لا سکیں وہ دوسروں کے ذریعہ منگوا سکتے ہیں۔ اس طرح ڈاک خرچ کی بچت ہو سکتی ہے۔

منیجر دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان

جنت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے

تالیفات "اصحاب احمدؑ" کی افادیت بفضلہ تعالیٰ مسلّم ہے چنانچہ :-

(۱) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک جلسہ سالانہ پر فرمایا :-

"صحابہ فوت ہو رہے ہیں۔ پہلے لوگوں کو دیکھو انہوں نے اس چیز کی بڑی قدر کی۔ اور صحابہ کے حالات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں ..... لکھیں ..... ہمارے ہاں ..... ملک صلاح الدین صاحب لکھ رہے ہیں ..... کم سے کم احمدیوں کو چاہیئے تھا کہ اپنے آباء کے نام یاد رکھتے آپ لوگ تو قدر نہیں کرتے جس وقت یورپ اور امریکہ احمدی ہؤا تو انہوں نے آپ کو بُرا بھلا کہنا ہے کہ حضرت صاحب کے اور ان کے ساتھ رہنے والوں کے حالات ہمیں معلوم نہیں۔ (الفضل ۱۶-۲-۵۶)

(۲) قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ان تالیفات کو "روح پرور" اور "ایمانوں میں روشنی اور جلا پیدا کرنے والی" قرار دیا۔ اور متعدد تبصروں اور ایک مجلس مشاورت میں اس کی خریداری کی پُر زور تلقین فرمائی۔ اور ایک جلد کو آپ رضی اللہ عنہ نے "اتنا دلچسپ اور ایمان افروز" محسوس فرمایا کہ کتاب ملنے پر آپ ساری کا مطالعہ کر کے سوئے۔ (یہ جلد چہارم بابت حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپور تھلوی ہے جو دوسری بار شائع کی گئی ہے) نیز ایک کے متعلق فرمایا :-

"بعض مقامات پر تو میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا میں ..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں ..... بہت سی دلکش اور روح پرور یادیں تازہ ہو گئیں"

(۳) تیرھویں جلد میں حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کے سوانح ہیں جن کے متعلق ان کی خدمت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

"یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے"

سٹاک میں موجود کتب کی قیمت (علاوہ محصول ڈاک) پچاس روپے یا تین پونڈ

ملنے کا پتہ

منیجر اصحاب احمد دار المسیح قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" — فون نمبرز 23—1652, 23—5222

For all your requirements

in GUM BOOTS

- STRAIGHT HOSES
- TROLLY WHEELS
- EXTRUDED RUBBER SECTIONS
- RUBBER MOULDED GOODS
- RUBBERISED ROLLERS

AS PER CUSTOMER'S SPECIFICATION

PHONE: 24-3272

GLOBE RUBBER INDUSTRIES

N. PRASHURAM SIRCAR LANE, CALCUTTA-15

سلسلہ احمدیہ کا ہر قسم کا لٹریچر احمدیہ بک ڈپو قادیان سے طلب فرمائیں

REGD. No. P. 67 PHONE No. : 35

The

Weekly **BADR** Qadian

Editor :- Mohammad Hafeez Baqapuri.
Assistant Editor :- Khurshid Ahmad Anwar.

Price :— 40 nP.

Volume No. 18 | 2nd, 9th Sulah, 1348 —— 2nd, 9th January, 1969 | Issue No. 1, 2

اسلام اور احمدیت کے متعلق قابلِ مطالعہ لٹریچر

اگر آپ اسلام اور احمدیت کے متعلق ٹھوس معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع کردہ کتب و رسائل کا حسب پسند زبان میں مطالعہ کریں۔ ان کے مطالعہ سے آپ کو حقیقی مذہب اور اس کی خصوصیات اور اہمیت کے بارے میں نہایت تسلی بخش طور پر پختہ دلائل سے آگاہی ہوگی۔ امن عالم کے قیام کی بہترین تجاویز اور دنیا میں روحانی انقلاب کے لئے جن اسباب و ذرائع کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے سب کچھ ذیل کے لٹریچر میں مل سکتا ہے:

۱۔ **لائف آف محمدؐ۔ مجلد۔ انگریزی** } دیباچہ تفسیر القرآن (مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے اس حصّہ کی الگ اشاعت جو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ قیمت ...۔۴ روپے

۲۔ **حضرت محمدؐ کا پوتر جیون۔ ہندی** قیمت ...۔۴ روپے

۳۔ **اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مجلد انگریزی** } تصنیف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ جس میں انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کا بیان ہے نیز بعث بعد الموت کی بحث۔ روحانی علوم کے ذرائع۔ قرآن مجید کی تعلیم کی فضیلت۔ تعدد ازدواج۔ پردہ کی حکمت اور قرآن مجید کی متعدد آیات کی تفسیر۔ قیمت ...۔۴ روپے۔ ہندی ایڈیشن ...۔۳ روپے۔ اردو ایڈیشن ۲۵-۱ روپیہ گورمکھی ایڈیشن ...۔۲ روپے۔

۴۔ **احمدیہ موومنٹ۔ انگریزی** } حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وہ مضمون جو مذاہب عالم کانفرنس لندن ۱۹۲۴ء میں پڑھا گیا۔ جس میں اسلام و احمدیت کی تعلیم اور اس کے تمدنی احکام مدلل رنگ میں بیان کر کے ان کی فضیلت کو ظاہر کیا گیا ہے قیمت ایک روپیہ۔

۵۔ **احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ مجلد۔ انگریزی** } اسلام و احمدیت کی تعلیم اور اس کے تمدنی احکام مدلل رنگ میں بیان کر کے ان کی فضیلت بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے روشنی ڈالی ہے۔ قیمت ...۔۵ روپے۔

۶۔ **مسیح ہندوستان میں۔ انگریزی** } تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اس کتاب میں حضرت مسیحؑ کا صلیب سے زندہ اترنا اور اپنے ملک سے ہجرت کر کے کشمیر میں آنا اور یہیں بمقام سرینگر وفات پانا ثابت کیا گیا ہے اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے باطل خیال کی تردید کی گئی ہے۔ قیمت ۷۵-۱

۷۔ **قبرِ مسیح۔ انگریزی** } مصنفہ صوفی مطیع الرحمان صاحب بنگالی ایم اے مبلغ امریکہ۔ اس کتابچہ میں حضرت مسیحؑ کی قبر محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں ثابت کی گئی ہے قیمت ۶۲ پیسے

۸۔ **حضرت مسیحؑ کہاں فوت ہوئے؟ انگریزی** } تالیف مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لندن۔ اس میں حضرت مسیحؑ کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کی تردید کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ صلیب سے اتارے جانے کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں سرینگر میں فوت ہوئے۔ قیمت ...۔۲

۹۔ **ختمِ نبوّت کی حقیقت۔ انگریزی** } مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو خیرِ امت کا درجہ رکھتی ہے اس میں گذشتہ امتوں سے بڑھ کر روحانی انعاموں کے دروازے کھلے ہیں اور مقام ختم نبوت کی برکت سے امتِ محمدیہ میں ظلّی نبوّت کے مقام پر فائز ہوا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی رہتے ہیں۔ قیمت ۲۵-۱
—— ختم نبوت کی حقیقت۔ اردو قیمت ۷۵ پیسے۔

۱۰۔ **دعوۃ الامیر۔ اردو** } مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ اس میں والیٔ افغانستان امیر امان اللہ خان کو تبلیغ کرتے ہوئے احمدیت کی تعلیم اور اس کے اصول و اخلاقی مسائل مدلل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ...۔۳ روپے۔

۱۱۔ **تبلیغِ ہدایت۔ اردو** } مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے۔ اس میں احمدیت کے امتیازی مسائل یعنے وفاتِ مسیح ناصریؑ۔ صداقتِ مسیح موعودؑ۔ مسئلہ نبوت وغیرہ پر تفصیلی بحث عام فہم اور لطیف پیرایہ میں کی گئی ہے۔ قیمت ...۔۲ روپے

۱۲۔ **سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ۔ اردو** } وہ معرکۃ الآراء کتاب جس نے ملک کے ہر طبقہ میں مقبولیت حاصل کی۔ سکھ مذہب کی مستند تواریخ کے حوالوں سے ہر دو قوموں کے خوشگوار مراسم اور تعلقات اور اتحاد کا مرقع۔ ہندو مسلم۔ سکھ زعماء اور اخبارات نے اس پر بہترین ریویو لکھے۔ قیمت ...۔۲ روپے

۱۳۔ **چونویں پھل۔ گورمکھی**۔ مندرجہ بالا کتاب کا پنجابی (گورمکھی) ایڈیشن۔ قیمت ...۔۲ روپے

۱۴۔ **امن کے شہزادے کا آخری پیغام۔ انگریزی** } ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش۔ ایک دوسرے کے بزرگوں کی تعظیم۔ بین الاقوام اتحاد کا زریں اصل اور اس کی طرف دعوت قیمت ۲۵ پیسے۔ ہندی ایڈیشن ۳۰ پیسے۔

۱۵۔ **کشتی نوح۔ اردو** } حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اپنی جماعت کو نصائح اور تعلیم اور اپنے عقائد کا بیان۔ انجیل اور قرآن مجید کی تعلیم کا پُر معارف موازنہ۔ قیمت ۶۲ پیسے۔

۱۶۔ **اسلام پر ایک نظر۔ انگریزی** } پروفیسر لورا ویکا ویگلیری (اطالوی خاتون) کا اسلام کے عظیم نظریات کا مختصر جائزہ اور ان کی خارجی تفصیل اعلیٰ کاغذ۔ قیمت ...۔۲ روپے۔

۱۷۔ **اسلام کا اقتصادی نظام۔ اردو، انگریزی** } حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک علمی لیکچر ہے کہ قرآن مجید کا پیش کردہ اقتصادی نظام ہی ایک ایسا نظام ہے جو دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے۔ اور یہی نظام اس قابل ہے کہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ قیمت انگریزی ایڈیشن ۷۵-۱ اردو ۲۵-۱

۱۸۔ **نظامِ نو۔ انگریزی، اردو** } حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا لیکچر کہ دنیا میں ادنیٰ و اعلیٰ محروم و بانصیب۔ حاجت مند اور غنی میں جو امتیاز نظر آ رہا ہے اور دنیا کو غرباء کی حالت سدھارنے میں جو ناکامی ہوئی ہے اور دیگر مذاہب و نظریات اس کی اصلاح میں ناکام رہے ہیں۔ اس کے سدھار کے لئے اسلام کی بے نظیر تعلیم نئے نظام کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ قیمت انگریزی ایڈیشن ۶۲-۱ اردو ایڈیشن ۲۵-۱

ان جملہ کتب کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

—— ملنے کا پتہ ——

ناظرِ دعوۃ و تبلیغ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)